Scanned By Pakistan web pk

عمیرہ احمد

آبِ حیات

آبِ حیات کی کہانی ناش کے تیرہ پتوں میں چھپی ہوئی ہے۔

2۔ ایک خوب صورت اتفاق نے امامہ اور سالار کو یکجا کر دیا ہے۔ سالار نے امامہ کو امپرنگز دیے ہیں۔ وہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے امامہ شادی سے قبل پہنتی تھی اور جو اسے اس کے والد ہاشم نے دیے تھے۔ سکندر عثمان نے اس شادی کو کھلے دل سے قبول کیا۔

9۔ سی آئی اے ہیڈ کوارٹرز کے ایک کمرے میں چار اشخاص گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے ایک پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں ایک شخص بلکہ اس کی پوری فیملی کے تمام بیرونی معاملات اور ذاتی زندگی کی تمام تر مکمل معلومات حاصل ہیں اور انہیں اس میں سے کسی ایسے پوائنٹ کی ضرورت ہے۔ جس کی بنیاد پر وہ اس شخص پر ہاتھ ڈال سکیں۔ لیکن اس شخص سمیت اس کی فیملی کے نہایت شفاف ریکارڈ سے اب تک کوئی مشکوک بات نہیں نکال سکے مگر آخری پندرہ منٹ میں انہیں اس فیملی کی کسی لڑکی کی تاریخ پیدائش کے حوالے سے کوئی سراغ مل جاتا ہے۔

اے۔ وہ کئی راتوں سے تکلیف میں تھی۔ سکون آور ادویات کے بغیر سو نہیں پا رہی تھی۔ وہ اپنے باپ سے بس ایک سوال

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY
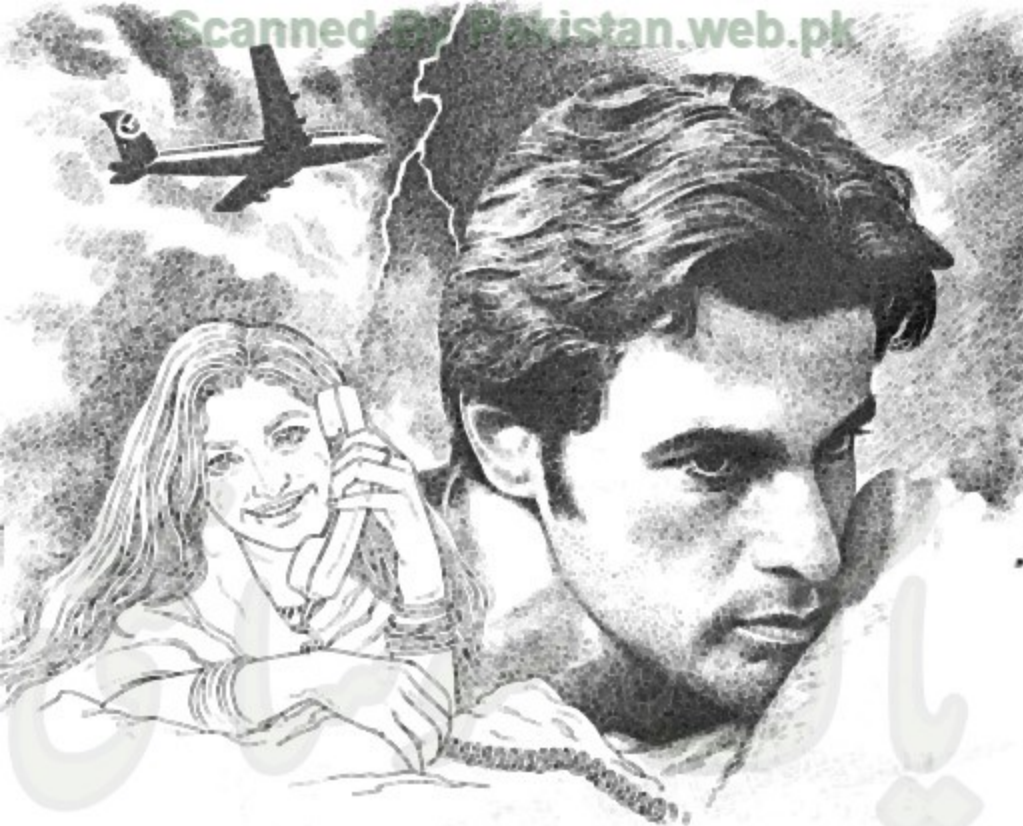
کرنے لگی تھی کہ اس نے اس کی فیملی کو کیوں مار ڈالا۔

6۔ اسپیلنگ بی کے ناک آؤٹ مقابلے کے فائنل میں تیرہ سالہ اور نو سالہ دو بچے چودھویں راؤنڈ میں ہیں۔ تیرہ سالہ بچی نے نو حرفوں کے لفظ کا ایک حرف غلط بتایا۔ اس کے بعد نو سالہ ایک خود اعتماد بچے نے گیارہ حرفوں کے لفظ کی درست اسپیلنگ بتا دیں۔ ایک اضافی لفظ کے درست ہجے بتانے پر وہ مقابلہ جیت سکتا تھا۔ جسے غلط بتانے کی صورت میں تیرہ سالہ بچی دوبارہ فائنل میں آجاتی۔ وہ اضافی لفظ سن کر اس خود اعتماد مطمئن اور ذہین بچے کے چہرے پر پریشانی پھیلی جسے دیکھ کر اس کے والدین اور وہاں کے دیگر مہمان بے چین ہوئے مگر اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اس کی سات سالہ بہن مسکرا دی۔

8۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بددیانتی کر رہی ہے مگر پھر بھی اس نے اس کتاب کے پہلے باب میں تبدیلی کر دی اور ترمیم شدہ باب کا پرنٹ نکال کر دیگر ابواب کے ساتھ فائل میں رکھ دیا۔

7۔ وہ دونوں ایک ہوٹل کے بار میں تھے۔ لڑکی نے اسے ڈرنک کی آفر کی مگر مرد نے انکار کر دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ لڑکی نے پھر وائس کی آفر کی اس نے اس بھی انکار کر دیا۔ وہ لڑکی اس مرد سے متاثر ہو رہی تھی۔ وہ اسے رات ساتھ گزارنے کے بارے میں کہتی ہے۔ اب کے وہ انکار نہیں کرتا۔

4۔ وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ گئی ہے۔ ایک بوڑھی عورت کے سوال و جواب نے اسے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب وہ خود اپنے اس اقدام سے غیر مطمئن اور ملول نظر آتی ہے۔

5۔ وہ جیسے ہی گھر آیا۔ معمول کے مطابق اس کے دونوں بچے اپنا کھیل چھوڑ کر اس کے گلے آ لگے۔ حسب معمول اس کی بیوی نے بھی جو تیسری بار امید سے تھی اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ لان میں اپنی بیوی بچوں کو مطمئن و مسرور دیکھ کر سوچ رہا ہے کہ اگر وہ چند پیپر پھاڑ کر پھینک دے تو اس کی زندگی آئندہ بھی اسی طرح خوب صورت رہ سکتی ہے۔ مگر وہ ضروری فون آجاتا ہے۔ جس کا وہ انتظار کر رہا ہے۔ اب اسے اپنی فیملی اور استعفیٰ میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا تھا۔

Scanned By Pakistan.web.pk
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

8۔ پریذیڈنٹ ایک انتہائی مشکل صورت حال سے دوچار تھا۔ اس کا فیصلہ کانگریس کے الیکشنز پر بری طرح اثر انداز ہو سکتا تھا۔ کیبنٹ کے چھ ممبرز کے ساتھ پانچ گھنٹے کی طویل نشست کے بعد اسے پندرہ منٹ کا وقفہ لینا پڑا تھا۔ فیصلے کی ذمہ داری اس کے سر تھی۔ آخر کار وہ ایک فیصلے پر پہنچ گیا۔

10۔ الزائمر کے مریض باپ کو وہ اپنے ہاتھوں سے یخنی پلا رہا تھا۔ اس کے انداز میں اپنے باپ کے لیے نہایت پیار، احترام اور تحمل ہے۔ اس کے باپ کو معلوم نہیں کہ وہ اس کے ہاتھ سے آخری بار کھانا کھا رہا ہے۔ اس کا سامان ایئرپورٹ پر جا چکا ہے اور وہ گاڑی کا انتظار کر رہا ہے۔

Q۔ وہ نیلے رنگ کی شفاف جھیل پر اس کے ہمراہ ہے۔ خوب صورت حسین مناظر میں گھری جھیل میں وہ صندل کی لکڑی کی کشتی میں سوار ہے۔

K۔ وہ تیسری منزل پر بنے اپارٹمنٹ کے بیڈ روم کی کھڑکی سے ٹیلی اسکوپ کی مدد سے ساٹھ فٹ کے فاصلے پر اس بینکوئٹ ہال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ نائن ٹو نائن کر دو منٹ ہو رہے ہیں۔ پندرہ منٹ بعد وہ مہمان بینکوئٹ ہال میں داخل ہو گا۔ وہ ایک پروفیشنل شوٹر ہے۔ اسے مہمان کو نشانہ بنانے کے لیے ہائر کیا گیا ہے۔

3۔ وہ اس سے اصرار کر رہی ہے کہ نجومی کو ہاتھ دکھایا جائے۔ وہ مسلسل انکار کرتا ہے مگر اس کی خوشی کی خاطر مان لیتا ہے نجومی لڑکی کا ہاتھ دیکھ کر بتاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر شادی کی دو لکیریں ہیں۔ دوسری لکیر مضبوط اور خوشگوار شادی کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ دونوں ساکت رہ جاتے ہیں۔

آدم و حوا

ایک خوب صورت اتفاق نے سالار اور امامہ کو یکجا کر دیا۔ اس نے امامہ کو نو سال بعد دیکھا تھا۔ ان کی ابتدائی زندگی کا پہلا اختلاف لائٹ پر ہوا۔ سالار کو لائٹ آن کر کے سونے کی عادت تھی جبکہ امامہ کو روشنی میں نیند نہیں آتی تھی۔ لیکن سالار نے امامہ کی بات مان لی۔ صبح وہ امامہ کو جگائے بغیر سحری کر کے نماز پڑھنے چلا جاتا ہے، امامہ سحری کے لیے اٹھتی ہے تو فرقان کے گھر سے کھانا آیا رکھا ہوتا ہے۔ امامہ اسے سالار کی بے اعتنائی سمجھتی ہے۔ سعیدہ اماں سے فون پر بات کرتے ہوئے وہ رو پڑتی ہے اور وجہ پوچھنے پر اس کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ سالار کا رویہ اس کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے۔ سعیدہ اماں کو سالار پر سخت غصہ آتا ہے۔ وہ ڈاکٹر سبط علی کو بھی بتاتی ہیں کہ سالار نے امامہ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سالار ڈاکٹر سبط علی کے گھر امامہ کا روکھا رویہ محسوس کرتا ہے سعیدہ اماں بھی سالار کے ساتھ ناراضی سے پیش آتی ہیں۔ پھر امامہ اس رات سعیدہ اماں کے ہی گھر رہ جاتی ہے۔ سالار کو اچھا نہیں لگتا مگر وہ منع نہیں کرتا۔ امامہ کو یہ بھی برا لگتا ہے کہ اس نے ساتھ چلنے پر اصرار نہیں کیا۔ اس کو سالار سے یہ بھی شکوہ ہوتا ہے کہ اس نے اسے منہ دکھائی نہیں دی۔ سالار اپنے باپ سکندر عثمان کو بتاتا ہے کہ اس کی شادی آمنہ نامی جس لڑکی سے ہوئی ہے وہ دراصل امامہ ہے۔ سکندر عثمان اور طیبہ سخت پریشان ہو جاتے ہیں۔ امامہ کو فرقان کے گھر روزانہ کھانا کھانے پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور سالار کے ہی فوڈ کھانے پر بھی۔ سکندر عثمان، طیبہ اور انیتا ان دونوں سے ملنے آتے ہیں اور امامہ سے بہت پیار سے ملتے ہیں۔ وہ سالار کا ولیمہ اسلام آباد میں کرنے کے بجائے اب لاہور میں کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ ڈاکٹر سبط امامہ سے سالار کے ناروا سلوک کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو وہ شرمندہ سی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بات اتنی بڑی نہیں تھی جتنی اس نے بنا ڈالی تھی۔ سالار، امامہ سے اسلام آباد چلنے کو کہتا ہے۔ تو امامہ خوف زدہ ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سبط، سالار کو سمجھاتے ہیں۔ وہ خاموشی سے سنتا ہے۔ وضاحت اور صفائی میں کچھ نہیں بولتا مگر ان کے گھر سے واپسی پر وہ امامہ سے ان شکایتوں کی وجہ پوچھتا ہے۔ وہ جواباً" روتے ہوئے وہی بتاتی ہے جو سعیدہ اماں کو بتا چکی ہے۔ سالار کو اس کے آنسو تکلیف دیتے ہیں پھر وہ اس سے معذرت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ آئندہ جو بھی شکایت ہو کسی اور سے نہ کرنا ڈائریکٹ مجھے ہی بتانا۔ وہ اس کے ساتھ سعیدہ اماں کے گھر سے جہیز کا سامان لے کر آتا ہے جو کچھ امامہ نے خود جمع کیا ہوتا ہے اور کچھ ڈاکٹر سبط نے اس کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں گھٹیا رومانوی ناول دیکھ کر سالار کو کوفت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

ہوتی ہے اور وہ انہیں تلف کرنے کا سوچتا ہے۔ مگر امامہ کی وجہ سے رک جاتا ہے۔ سالار اپنے بینک میں امامہ کا اکاؤنٹ کھلوا کر تیس لاکھ روپے اس کا حق مہر جمع کرواتا ہے۔ وہ امامہ کو لے کر اسلام آباد جاتا ہے اور ایئرپورٹ پر اسے پتا چلتا ہے کہ سکندر عثمان نے منع کیا تھا۔ امامہ کو شدید غصہ آتا ہے۔ گھر پہنچنے پر سکندر عثمان اس سے شدید غصہ کرتے ہیں۔

پانچویں قسط

وہ جس شیشے سے اسے دیکھ رہی تھی' وہ پھر دھندلا گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ سالار سے اگلا جملہ کیا کہے۔ وہ دوبارہ اپنی ای میل کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ کتاب میں امامہ کی دلچسپی مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

ڈپریشن کے دورے کا آغاز نئے سرے سے ہوا تھا۔ دوسرے بیڈ روم کے باتھ روم میں آکر وہ بے مقصد اپنا دایاں ہاتھ رگڑ رگڑ کر دھوتی رہی۔ یہ احمقانہ حرکت تھی اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا' لیکن وہ اس وقت اپنی ذہنی پریشانی لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ واقعی بہت اپ سیٹ تھی۔ وہ شراب کا ایک گلاس نہیں تھا' بلکہ اس کی ازدواجی زندگی میں آنے والی پہلی کھائی تھی' پہلی اور سب سے بڑی۔ اس کے لیے یہ یقین کرنا ناممکن ہو رہا تھا کہ وہ ایسی کمپنی کے ہوتے ہوئے شراب سے مکمل اجتناب کرتا ہوگا اور شراب پینے کا کیا مطلب تھا۔۔۔؟ یہ کسی کو سمجھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بے مقصد گھر کے ہر کمرے میں پھرتی رہی۔ نیند مکمل طور پر اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئی تھی۔

"اللہ سکون کے آسمان کو اندیشوں کی زمین کے بغیر کیوں نہیں کھڑا کرتا؟" اس نے ٹیرس سے بے مقصد نیچے جھانکتے ہوئے سوچا تھا۔

وہ اس تاریکی اور سردی میں کتنی ہی دیر ٹیرس کی ریلنگ کے پاس کھڑی نیچے دیکھتی رہی' اسے وقت کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔

"تم کیا کر رہی ہو یہاں؟" اپنے عقب میں سالار کی آواز نے اس کی سوچوں کے تسلسل کو توڑا۔ وہ کمرے سے اس کی طویل عدم موجودگی کی وجہ سے اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں آیا تھا۔

"میں۔۔۔؟" امامہ نے چونک کر پلٹ کر اسے دیکھا۔ "میں نیچے دیکھ رہی تھی۔"

"نیچے کیا ہے؟" سالار نے اس کے قریب آکر نیچے جھانکا۔

"نیچے۔۔۔؟" امامہ کو خود بھی پتا نہیں چلا کہ اس نے نیچے کیا دیکھا تھا۔

"نیچے۔۔۔؟۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔" سالار نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ اسے غائب دماغ لگی تھی' غائب دماغ یا پھر پریشان۔

"اندر چلیں؟" وہ کوئی جواب دینے کے بجائے اپنی شال ٹھیک کرتی ہوئی اس کے ساتھ اندر آگئی۔

"تم سو جاؤ' میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔" اس نے اندر آتے ہوئے سالار سے کہا۔

"میں کچھ دیر ٹی وی دیکھوں گی۔" سالار ٹھٹک گیا۔

امامہ ریموٹ کنٹرول ہاتھ میں لیے اب ٹی وی آن کر رہی تھی۔ شادی کے بعد پہلی مرتبہ وہ ٹی وی میں اتنی دلچسپی ظاہر کر رہی تھی۔

"ٹی وی پر کوئی خاص پروگرام آرہا ہے؟" اس نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"نہیں' ویسے ہی دیکھوں گی۔" امامہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ چلا جائے۔
وہ جانے کے بجائے صوفے پر اس کے برابر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے امامہ کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول لے کرٹی وی آف کیا اور ریموٹ کنٹرول سینٹر ٹیبل پر رکھ دیا۔
امامہ نے کچھ جز بز ہو کر اسے دیکھا۔
"میں شراب نہیں پیتا امامہ! میں یہ پھل چکھ چکا ہوں' اس کا ذائقہ کیسا ہے' اس کا اثر کیا ہے۔ میں دونوں سے واقف ہوں' مجھے شراب میں کوئی غم ڈبونا ہے نہ کسی سرور کی تلاش ہے۔ میرے لیے یہ ان گناہوں میں سے ایک ہے جن کو میں چھوڑ چکا ہوں۔ تم ہر روز اللہ تعالیٰ سے بس یہ دعا کیا کرو کہ وہ مجھے سیدھے راستے سے نہ بھٹکائے۔" وہ اس سے سوال کی توقع کر رہی تھی' جواب کی نہیں۔ وہ جیسے کسی سائیکالوجسٹ کی طرح اس کا ذہن پڑھ رہا تھا۔
"اب تمہیں ٹی وی دیکھنا ہے تو دیکھو ورنہ آکر سو جاؤ! گڈ نائٹ۔"
اس نے ٹی وی آن کرتے ہوئے امامہ کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول دیا اور بیڈ روم میں چلا گیا۔ وہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔
"انسان کو کون سی چیز بدل دیتی ہے؟ وقت؟ حالات؟ زندگی؟ تجربہ؟ تکلیف؟ تلاش؟ محبت؟... یا پھر اللہ؟"
اس نے ٹی وی آف کرتے ہوئے سوچا۔

☼ ☼ ☼

سالار کے ساتھ اس گفتگو نے اس کے لیے بہت آسانی پیدا کر دی تھی۔ دوبارہ ڈنر پر جاتے ہوئے امامہ نے وہاں آنے والے لوگوں کو اس طرح نہیں جانچا تھا جس طرح پچھلی بار جانچا تھا۔ اس بار وہ اسے اتنے برے نہیں لگے تھے' جتنے پہلی بار لگے تھے' پہلے کی طرح اسے احساس کمتری کا دورہ پڑا تھا' نہ ہی احساس برتری کا' اور نہ ہی نیم عریاں لباس میں عورتوں کو دیکھ کر اس نے کسی احساس برتری کی ٹوپی پہنی تھی اور ان تعصبات کے بغیر اس کے لیے وہاں جانا قدرے آسان ہو گیا تھا۔
"تم کسی سے کوئی بات کیوں نہیں کرتیں؟"
وہ شاید چوتھا ڈنر تھا' جب واپسی پر رات کو سونے سے پہلے کپڑے تبدیل کرنے کے بعد سالار نے اس سے پوچھا۔ وہ ناول پڑھتے ہوئے چونکی تھی۔
"کیسی بات؟"
"کوئی بھی بات...؟" وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔
"جب کوئی مجھ سے کچھ پوچھتا ہے تو میں جواب دیتی ہوں۔"
"لیکن تم بھی تو کسی سے کچھ پوچھا کرو۔" وہ ان پارٹیز میں اس کی مسلسل خاموشی کو نوٹس کر رہا تھا۔
"کیا پوچھا کروں؟"
سالار اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔ وہ واقعی سنجیدہ تھی۔
"تم حال چال پوچھو' پھر تم فیملی کے بارے میں پوچھ سکتی ہو' بچوں کے بارے میں بات کر سکتی ہو۔ فار گاڈ سیک امامہ! عورتوں کو تو یہ نہیں بتانا پڑتا کہ انہیں آپس میں کیا باتیں کرنی ہے۔" وہ اسے بتاتے بتاتے کچھ سٹپٹا سا گیا۔
"اچھا میں کوشش کروں گی۔" اس نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"میرا یہی سوشل سرکل ہے' یہی لوگ بار بار ملیں گے تمہیں' ان ہی میں سے تم نے دوست بنانے ہیں۔"

"لیکن میں نے دوست بنا کر کیا کرنا ہے؟" اس نے دوبارہ ناول کھولتے ہوئے کہا۔ سالار نے ہاتھ بڑھا کر ناول اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"کتابیں اچھی ہوتی ہیں' لیکن ایک دنیا ان کے باہر ہے' وہ بھی اچھی ہے۔" وہ سنجیدہ تھا۔ وہ اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"لوگوں سے چھپ چھپ کر بھاگ بھاگ کر' اب بہت مشکل ہو گیا ہے دوبارہ ان کے ساتھ چلنا۔۔۔" وہ خود بھی سمجھ نہیں پائی کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"اسی لیے چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ انٹرایکٹ کرو۔ اب ضرورت نہیں رہی چھپنے کی' جہاں میں تمہیں لے کر جاتا ہوں' وہاں تم میری فیملی ہو۔ وہاں کوئی تم سے تمہاری فیملی کے بارے میں انویسٹی گیٹ نہیں کرے گا۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"اچھا میں کوشش کروں گی۔"

اس نے غیر محسوس انداز میں سالار کے ہاتھ سے کتاب لیتے ہوئے کہا۔

"بھابھی کے ہاں بھی جایا کرو۔" وہ اسے نوشین کے بارے میں کہہ رہا تھا۔

"جاتی ہوں۔" اس نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

وہ اسے چپ چاپ کچھ دیر دیکھتا رہا۔

"اب اس طرح مت دیکھو مجھے۔" امامہ نے اس کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے گردن موڑ کر کہا۔ "میں نے کہا ہے نا میں کوشش کروں گی۔"

وہ کچھ کہنے کے بجائے کمبل کھینچتا ہوا چت لیٹ گیا تھا۔ وہ دوبارہ کتاب پڑھنے لگی' لیکن کچھ دیر بعد اسے سالار کی نظریں پھر خود پر محسوس ہوئی تھیں۔

"اب کیا ہے؟" اس نے کچھ جھنجلا کر سالار کو دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں۔" امامہ نے اس کی نظروں میں کوئی بے حد عجیب سا تاثر محسوس کیا تھا۔ وہ بہت سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

عید کے دو ہفتے کے بعد اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ان کے ولیمہ کی تقریب منعقد ہوئی تھی۔ اگر سالار کی ضد نہ ہوتی تو سکندر کبھی اس تقریب کے لیے اسلام آباد کا انتخاب نہ کرتے' لیکن سالار کی ضد کے سامنے سکندر نے بالآخر گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ سکندر کے دوسرے بچوں کے برعکس ولیمہ کی یہ تقریب خاصی سادگی سے ہوئی تھی۔ میوزک کا وہ اہتمام جو سکندر کے گھر کی تقریبات کا حصہ سمجھا جاتا تھا' وہ اس تقریب سے غائب تھا۔ مینو اتنا لوش نہیں تھا' جتنا پہلے ہوتا تھا' لیکن مہمانوں کی تعداد تقریباً" اتنی ہی تھی' جتنی عام طور پر سکندر کی تقریبات میں ہوا کرتی تھی۔

دو ہزار کے قریب افراد کی موجودگی میں امامہ' اتنا ہی غیر آرام دہ سے محسوس کر رہی تھی' جتنا اسے کرنا چاہیے تھا۔ مہمانوں کی ایک بڑی تعداد سے وہ پہلے ہی سالار کی عید ملن پارٹیز اور دوسرے ڈنرز میں چند دن پہلے واقف ہو چکی تھی۔ اب تعارف کچھ نئے طریقے سے اور دوبارہ ہو رہا تھا۔ ان کمفرٹیبل ہونے کے باوجود وہ خوش تھی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

طمانیت کا احساس لیے ہوئے تھی۔ وہ باقاعدہ طور پر سالار کی فیملی کا حصہ بن کر جیسے کسی چھت کے نیچے آگئی تھی۔

وہ ولیمہ کے بعد دو ہفتے کے لیے بہماس گئے تھے۔ پاکستان سے باہر سالار کے ساتھ امامہ کا یہ پہلا سفر تھا۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ زندگی میں دوبارہ کبھی ان پندرہ دنوں جیسے پرسکون اور بے فکری کے دن ان کی زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں آنے والے تھے۔ وہ زندگی میں اس سے زیادہ خوب صورت جگہوں پر اس سے زیادہ سہولت کے ساتھ جاتے' تب بھی زندگی کے ان دنوں کو واپس نہیں لا سکتے تھے۔ جب ان دونوں کے درمیان رشتہ نیا تھا لیکن تعلق پرانا' جب ایک دوسرے پر اعتماد زیادہ نہیں تھا' لیکن توقعات اور امیدیں بہت تھیں اور جب ان دونوں کے درمیان ابھی شکایتوں اور تلخیوں کی دیواریں کھڑی نہیں ہوئی تھیں' زندگی ایک دوسرے سے شروع ہو کر ایک دوسرے پر ہی ختم ہو رہی تھی۔

سالار کا فون انٹرنیشنل رومنگ پر تھا' لیکن دن کا زیادہ وقت وہ آف رہتا تھا۔ بینک اور اس سے متعلقہ کاموں کو پندرہ دنوں کے لیے اس نے اپنی زندگی سے نکال دیا تھا اور ایک سیل کے آف رہنے سے ان کی زندگی میں حیران کن تبدیلی آئی تھی۔ ان کے پاس ایک دوسرے سے بات کرنے کے لیے بہت زیادہ وقت تھا اور اس وقت میں سیل فون مداخلت نہیں کر پا رہا تھا۔

ایک دوسرے سے کی جانے والی ساری باتیں بے معنی تھیں' ساری باتیں بے مقصد تھیں اور ساری باتیں "ضروری" تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے بچپن' اپنے ماضی کے سارے قصے' ساری خوشگوار باتیں بتاتے رہے تھے جو ایسے ہی ٹرپس اور resorts سے جڑی ہوئی تھیں۔

سمندر کے پانی کے اس جھیل نما حصے پر بنے بہت سے رانچز میں سے ایک پر بیٹھے شفاف پانی میں نظر آتی مختلف قسم کی آبی مخلوق کو دیکھتے اور ایک دوسرے کو دکھاتے انہیں پتا نہیں کیا کیا یاد آتا رہتا' پھر انہیں ہنسی کے دورے پڑتے۔ بے وجہ ہنسی جس کا تعلق کسی چیز سے نہیں' صرف اس ذہنی کیفیت سے تھا جس میں وہ ان دنوں تھے۔

سالار بہماس پہلے بھی دوبارہ آچکا تھا اور اس کے لیے وہ جگہ نئی نہیں تھی۔ وہ اسے لے کر ان تمام جگہوں پر جا رہا تھا' جو سی فوڈز کے لیے مشہور تھیں اور امامہ کو پہلی بار اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے کس حد تک سی فوڈ پسند ہے۔ خود اس نے سالار کے اصرار اور دباؤ کے باوجود مچھلی کے علاوہ کسی دوسری چیز کو چکھنے تک کی ہمت نہیں کی تھی۔

"ہم اپنے گھر میں اس طرح کا ایک رانچ بھی بنوائیں گے۔"

وہ اس صبح پھر لکڑی کے تختے پر آکر پانی میں ٹانگیں ڈبوئے بیٹھے تھے' جب امامہ نے کہا۔

سالار نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ ایک لمحہ کے لیے وہ اسے مذاق سمجھا تھا لیکن وہ بے حد سنجیدہ' جھکی ہوئی پانی کو مٹھی میں لیے اچھال رہی تھی۔

"کس پر بنائیں گے؟" سالار نے جیسے اسے کچھ یاد دلانے کی کوشش کی۔

"جھیل پر۔" وہاں بلا کی سنجیدگی تھی۔

"اور جھیل کہاں سے آئے گی؟" وہ ہکا بکا تھا۔

"وہ تم بناؤ گے نا۔" وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اور اس جھیل میں پانی کہاں سے آئے گا؟"

امامہ نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔

"نہر کے ذریعے۔" وہ ہنس پڑا لیکن امامہ نہیں ہنسی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"پانی کی نہر نکالنا دودھ کی نہر سے زیادہ مشکل ہے 'سویٹ ہارٹ!"

اس نے امامہ کے کندھوں پر بازو پھیلایا۔ امامہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"تم نہیں بنا کرو گے؟" وہ سوال نہیں تھا 'دھمکی تھی۔

"ہم یہاں آجایا کریں گے 'بلکہ اگلے سال میں تمہیں ماریشس لے کر جاؤں گا 'پھر اس سے اگلے سال مالدیپ۔"

امامہ نے اس کی بات کاٹی۔

"تم نہیں بنا کرو گے جھیل؟"

"امامہ! جھیل کیسے بنا کروں میں تمہیں...؟ ہاں 'یہ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایسی جگہ پر گھر بنائیں جہاں قدرتی طور پر آس پاس اس طرح پانی ہو۔" سالار نے اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی۔

فی الحال وہ اسے صاف لفظوں میں اس رانچ پر بیٹھ کر اپنے ہنی مون ٹرپ کے دوران اور غیر رومانوی باتوں کے درمیان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ عقل سے پیدل ہے اور جاگتے میں خواب دیکھ رہی ہے اور وہ بھی احمقانہ۔

"ہاں 'یہ ٹھیک ہے۔" اس پر بروقت اثر ہوا تھا اور سالار نے جیسے اطمینان کا سانس لیا۔

"سالار 'تم بہت اچھے ہو۔" امامہ نے اب اس کا ہاتھ پیار سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"امامہ! یہ بلیک میلنگ ہے۔" سالار نے ہاتھ چھڑائے بغیر گہرا سانس لے کر احتجاج کیا۔ وہ اس کے جھوٹ کو اس کے گلے کی ہڈی بنا رہی تھی۔

"ہاں! ہے تو۔" اس نے بڑے آرام سے کندھے اچکا کر ہنستے ہوئے کہا۔

وہاں باقی دن امامہ نے اس رانچ کا دوبارہ ذکر نہیں کیا تھا اور سالار نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اسے امید تھی وہ اس رانچ کے بارے میں بھول گئی ہوگی لیکن ایسا نہیں تھا۔

واپس آنے کے چوتھے دن بعد اس نے فخریہ انداز میں سالار کو اس گھر کے نئے ڈیزائنز دکھائے تھے۔ وہ جھیل اور رانچ بھی اس کا حصہ بن چکے تھے۔ وہ اب اس پر کیا کہہ سکتا تھا۔ وہ ہنی مون اسے بہت مہنگا پڑا تھا۔ وہ دنیا کی پہلی بیوی تھی جس نے اپنے ہنی مون ٹرپ پر ایک جھیل اور رانچ کی شاپنگ کی تھی۔ اور وہ دنیا کا پہلا شوہر تھا جس نے اس شاپنگ پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

ان کے اپارٹمنٹ کی دیوار پر اب کچھ اور تصویروں کا اضافہ ہو گیا تھا۔ کچھ اور یادوں اور خوشگوار لمحوں کا... ان کے ولیمہ کا فوٹو شوٹ۔ پیچ کلر کے شرارے میں بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس سالار کے ساتھ وہ پہلی بار دلہن کے روپ میں تھی... وہ سالار کی فیورٹ تصویر تھی۔ اور ان کے ہنی مون کی تصویریں جس میں تقریباً" ایک جیسی سفید ٹی شرٹس میں 'وہ ایک بیچ پر کھڑے نظر آرہے تھے۔ ان ساری تصویروں میں صرف ایک چیز کامن تھی 'ان کے چہرے اور آنکھوں میں نظر آنے والی خوشی اور چمک 'ان کے ہونٹوں پر موجود وہ مسکراہٹ 'جو ان تصویروں پر نظر ڈالنے والی کسی بھی پہلی نظر کو ایک لمحہ کے لیے مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی۔

They were made for each other

(وہ ایک دوسرے کے لیے بنے تھے۔)

کم از کم وہ تصویریں ہر لحاظ سے یہ ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھیں۔

۞ ۞ ۞

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

زندگی آہستہ آہستہ اپنے معمول پر آرہی تھی۔ سالار واپس آنے کے بعد مصروف ہوگیا۔ وہ بینک سے "تقریباً" دس بجے گھر آرہا تھا اور پہلے کی طرح گھر سے کافی کے لیے باہر نکلنے کا سلسلہ کچھ عرصے کے لیے منقطع ہوگیا تھا۔ ان کے درمیان بات چیت صبح ناشتے کی میز پر ہورہی تھی یا رات کے کھانے کی میز پر۔ سالار کے اصرار کے باوجود وہ کھانے پر اس کا انتظار کیا کرتی تھی۔ اسے کھانے سے زیادہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے ان باتوں میں دلچسپی تھی' جو وہ اس کے ساتھ کیا کرتی تھی اور سالار کو بہت جلد اس بات کا اندازہ ہوگیا تھا۔ اس نے بالآخر اسے اکیلے کھانا کھالینے پر مجبور کرنا چھوڑ دیا تھا۔

وہ نوشین کے ساتھ اب "وقتاً فوقتاً" گھر سے نکلنے لگی تھی۔ اس کی زندگی کا دائرہ اب گھر سے باہر تک بڑھنے لگا تھا اور سالار اس چیز کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ وہ واقعی چاہتا تھا کہ وہ اس کی انگلی پکڑ کر چلنا چھوڑ دے اور یہ تب ہی ممکن تھا اگر اسے اس کے علاوہ پکڑنے کے لیے کچھ اور ہاتھ نظر آتے۔

☼ ☼ ☼

وہ اس دن چینل سرفنگ کر رہی تھی' جب اس کی نظریں ایک چینل پر ٹھہری گئیں۔ چند لمحوں کے لیے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ اسٹاک مارکیٹ کے حوالے سے کوئی پروگرام تھا اور اس میں شامل دو شرکا میں سے ایک سالار بھی تھا۔ ایک لمحہ کے لیے امامہ کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اسکرین پر سالار کو دیکھ رہی ہے لیکن چند لمحوں کے بعد سالار کا نام اور اس کا عہدہ اسکرین پر چند لمحوں کے لیے فلیش ہوا۔

"تو وہ مجھ سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔؟" امامہ نے اس کا عہدہ دیکھ کر سوچا۔ وہ پی آر سے منسلک نہیں تھا' لیکن اس وقت اسے اسکرین پر دیکھتے ہوئے وہ اتنی ایکسائٹیڈ تھی کہ اس نے سالار کے جھوٹ اور اس کی وجوہات پر غور ہی نہیں کیا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے فنانس سے متعلق کوئی پروگرام اتنے شوق اور لگن سے دیکھا تھا۔ وہ سالار کو اکثر اسی طرح کی گفتگو فون پر کرتے سن چکی تھی اور اس نے کبھی اس پر غور بھی نہیں کیا تھا' لیکن اسکرین پر آدھا گھنٹہ اس پروگرام میں اسے سنتے اور دیکھتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ وہ بہت امپریسیو تھا۔ کمپوزڈ۔۔۔ کانفیڈنٹ۔۔۔ بے حد شارپ ایک مکمل پروفیشنل۔۔۔ وہ زندگی میں پہلی بار اس کی شکل و صورت اور پرسنالٹی پر غور کر رہی تھی اور پہلی بار ہی اسے احساس ہوا کہ اس کی آواز بہت اچھی ہے۔ شادی کے "تقریباً" دو مہینے کے بعد پہلی بار ٹی وی پر اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے وہ اس سے بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔

سالار کسی پوسٹ لنچ میٹنگ میں تھا' جب امامہ نے اسے فون کیا۔ میٹنگ "تقریباً" ختم ہو رہی تھی' اس لیے وہ کال لیتے ہوئے بورڈ روم سے نکل گیا۔

"سالار! تم ٹی وی پر آئے ہو؟" امامہ نے چھوٹتے ہی اس سے کہا۔

ایک لمحے کے لیے سالار سمجھ نہیں سکا۔

"کیا؟"

"تم ٹی وی چینل پر آئے تھے ایک پروگرام میں اور تم نے مجھے بتایا نہیں؟"

"وہ دو ماہ پہلے ریکارڈ کیا تھا انہوں نے' ریپیٹ کیا ہوگا۔" سالار کو یاد آگیا۔

"تم کیا کر رہی ہو؟" اس نے موضوع بدلا' لیکن امامہ کس حد تک اس پروگرام سے متاثر تھی' اس کا اندازہ اسے رات کو گھر آکر ہوا تھا۔

"میں نے اسے ریکارڈ کر لیا ہے۔" وہ کھانا کھا رہے تھے جب امامہ نے اچانک اسے بتایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"کسے؟" وہ چونکا کیونکہ وہ کوئی اور بات کر رہے تھے۔

"تمہارے اس پروگرام کو۔"

"اس میں ریکارڈ کرنے والی کیا بات تھی؟" وہ حیران ہوا۔

"تم ٹی وی پر بہت اچھے لگ رہے تھے۔" امامہ نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے کہا۔

"اور تم انویسٹمنٹ بینکنگ میں ہو... پی آر میں نہیں؟" امامہ نے اسے جتایا۔

وہ مسکرایا لیکن اس نے جواباً" اسے کچھ نہیں کہا۔

"تم نے دیکھا ہے اپنا پروگرام؟"

سالار نے کانٹا ہاتھ سے رکھتے ہوئے اس سے کہا۔

"سویٹ ہارٹ! ایسے بہت سارے پروگرامز ہوتے ہیں جن میں ہر روز بہت سارے ایکسپرٹس بلائے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے کہ اسے ریکارڈ کر کے بیوی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھا جائے۔ اس سے پہلے بھی میں ایسے کئی پروگرامز میں آچکا ہوں اور آئندہ بھی کہیں نہ کہیں نظر آتا رہوں گا۔ میرے بینک کی اس سیٹ پر جو بھی بیٹھا ہو گا وہ تمہیں بزنس چینلز یا ایسے پروگرامز میں کہیں نہ کہیں ضرور نظر آئے گا۔ یہ بھی میری جاب کا ایک حصہ ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھپک کر اب دوبارہ کانٹا اٹھا رہا تھا۔ امامہ چند لمحے کچھ نہیں بول سکی۔ اس نے جیسے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا گلاس اس پر انڈیلا تھا۔ اس نے اسے کچھ ایسے ہی شرمندہ کیا تھا۔

"سالار! سود حرام ہے نا؟"

وہ خود سمجھ نہیں پائی کہ اس نے سالار کی بات کے جواب میں یہ کیوں کہا۔ شاید یہ اس شرمندگی کا ردعمل تھا جو اس نے کچھ دیر پہلے اٹھائی تھی۔

"ہاں۔" وہ کانٹے سے کباب کا ایک ٹکڑا اٹھاتے ہوئے، صرف ایک لمحہ کے لیے ٹھٹکا تھا۔

"بالکل اسی طرح، جس طرح جھوٹ حرام ہے... غصہ حرام ہے... غیبت حرام ہے... بددیانتی حرام ہے... منافقت حرام ہے... تہمت لگانا حرام ہے... ملاوٹ حرام ہے۔" وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔

"میں ان چیزوں کی بات نہیں کر رہی۔" امامہ نے اس کی بات کاٹی، اس نے جواباً" امامہ کی بات کاٹی۔

"کیوں... ؟ کیا ان ساری چیزوں سے انسان اور معاشرے کو کم نقصان پہنچتا ہے؟"

امامہ کو جواب نہیں سوجھا۔

وہ صرف ٹی وی کے پروگرام میں بیٹھا ایسی گفتگو کرتا امپریسو لگ رہا تھا، حقیقی زندگی میں اس طرح لاجواب ہونا کچھ زیادہ خوش گوار تجربہ نہیں تھا امامہ کے لیے۔

"تم جسٹی فائی کر رہے ہو سود کو... ؟" اس نے بالآخر کہا۔

"نہیں میں جسٹی فائی نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم "جز" کو "کل" سے الگ نہیں کر سکتے۔ اسلامی معاشرے کو سود اتنا نقصان نہیں پہنچا رہا جتنا دوسری خرابیاں۔" وہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"میں اگر پاکستانی معاشرے میں پائی جانے والی پانچ خرابیاں بتاؤں اور کہوں کہ ان میں سے کوئی ایک ختم کر دو، جس سے معاشرہ بہتر ہو جائے۔ کرپشن کو... ؟ غربت کو... ؟ ناانصافی کو... ؟ بددیانتی کو... ؟ یا سود کو... ؟ میں شرط لگاتا ہوں امامہ! کہ یہ پانچواں آپشن کبھی بھی کسی کی پہلی ترجیح نہیں ہو گا۔"

وہ چیلنج کر رہا تھا اور یہ چیلنج جیت بھی سکتا تھا کیونکہ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ بھی پہلی چار میں سے ہی کسی ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

خرابی کو ختم کرنا چاہیے گی" امامہ نے دل ہی دل میں اعتراف کیا۔

"اور سود صرف بینکنگ میں تو نہیں ہے۔ کوئی یوٹیلیٹی بل لیٹ ہوتا ہے تو اس پر سرچارج لگ جاتا ہے' اسکول کالج کی فیس لیٹ ہو جاتی ہے تو فائن لگ جاتا ہے۔ یہ بھی تو سود کی قسمیں ہیں۔"

اس کے پاس اس کی توجیہات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"تو تم بینکنگ میں اس لیے ہو کیونکہ تم سود کو دوسری برائیوں جیسی ایک عام برائی سمجھتے ہو؟" امامہ نے بحث سمیٹنے کی کوشش کی۔

"نہیں میں اسے بہت بڑی لعنت سمجھتا ہوں تو پھر میری سوچ سے کیا تبدیلی آئے گی؟ یہ سوچ لے کر ساری دنیا کے مسلمان بینک میں کام کرنا بند کردیں.....؟ اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لیے راستے کھلے چھوڑ دیں کہ وہ آئیں اور ٹیک اوور کرلیں۔ ہماری اکانومی کو اپنی مٹھی میں لے لیں۔ جب چاہیں جیسے چاہیں' ہمارا گلا دبا دیں۔ پاور اس کی جس کے پاس کیپٹل۔ یہ جو فنانشل سسٹم پوری دنیا میں چل رہا ہے' ویسٹ کا قائم کردہ ہے' دوسرے مذاہب کے لوگوں کا ہے' انہوں نے اسے بنایا' پوپولرائز کیا اور پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ ہم کہاں سو رہے تھے اس وقت' ہمیں اتنی کھن کھائی تھی تو پھر دو تین سو سال پہلے کھاتے۔ سود سے پاک ایک متوازی سسٹم بناتے اور چلاتے اس کو' نہ کرتے ویسٹ کی تقلید یا پھر اب کوشش کریں اس سب کو تبدیل کرنے کی' لیکن اس کے لیے بینکوں میں کام کرنا پڑے گا۔ دنیا میں آج تک جو بھی جنگ جیتی گئی ہے' وہ اس نے جیتی ہے جو میدان میں تلوار لے کر اترا ہے۔

میدان سے باہر کھڑے لوگوں نے بڑی سے بڑی گالیاں بھی دی ہوں تو بھی' جنگ ملامتوں اور مذمتوں سے بھی نہیں جیتی جاتی' تو میں اپنی مہارت سے تلوار کا کام لینا چاہتا ہوں' گو میری زبان شاید اتنی موثر نہ ہو۔"

امامہ الجھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی' سود کے بارے میں یہ ان کی پہلی بحث تھی۔

☼ ☼ ☼

رمضان میں اور اس کے فوراً" بعد امامہ کو کھانا پکانے کا کوئی خاص اتفاق نہیں ہوا تھا' لیکن اب وہ اس کے لیے باقاعدہ طور پر گھر کا کھانا بنانے لگی تھی۔ وہ سی فوڈ کے علاوہ کسی خاص کھانے کا شوقین نہیں تھا۔ سی فوڈ کو شدید ناپسند کرنے کے باوجود وہ بادل نخواستہ اس کے لیے ہفتے میں ایک' دو بار ڈبوں میں بند سی فوڈ کے بجائے' بازار سے تازہ سی فوڈ لا کر پکانے لگی تھی۔

صرف پہلی بار ان تازہ پرانز' کربس اور لوبسٹرز کو پکانے کے لیے صاف کرتے ہوئے اسے اتنی شدید کراہت محسوس ہوئی تھی کہ اسے رونا آگیا تھا۔ اتوار کا دن تھا اور وہ لنچ کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ سٹنگ ایریا میں ٹی وی دیکھتے اور کسی دوست سے فون پر بات کرتے ہوئے سالار کو وہم سا ہوا تھا کہ وہ سنک کے سامنے کھڑی رو رہی ہے اور یہ وہم اس لیے ہوا کیونکہ اس کال کے آنے سے پہلے' وہ دونوں آپس میں بے حد خوشگوار انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ وہاں رونے والی کوئی بات نہیں ہوئی تو پھر؟

ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آف کرتے اور دوست کو خدا حافظ کہتے ہوئے وہ صوفے سے اٹھ کر کچن میں آگیا تھا۔ سنک کے سامنے کھڑی وہ صرف رو نہیں رہی تھی بلکہ زارو قطار رو رہی تھی۔ سالار کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"کیا ہوا؟"

سنک میں رکھے برتن سے لوبسٹرز دھو دھو کر شیلف پر رکھے ایک دوسرے برتن میں رکھتے ہوئے اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

سالار کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ نفی میں سرہلا کر وہ اسی طرح اپنے دونوں کاموں میں مصروف رہی۔ سالار نے ہاتھ بڑھا کر سنک کا نل بند کر دیا۔

"کیوں رو رہی ہو تم؟" وہ واقعی سمجھنے سے قاصر تھا۔ "امامہ۔۔۔"

"اپنے ماں باپ کے گھر میں نے ان چیزوں کو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا جنہیں اب مجھے دھونا پڑ رہا ہے۔" پانی دوبارہ کھولتے ہوئے اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ اس کے گھر میں بھی سی فوڈ اتنے ہی شوق سے کھائے جاتے تھے لیکن وہ ان سے شدید قسم کی کراہت رکھتی تھی اور ان چیزوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتی تھی' نہ ہی کوئی اس سے کہتا تھا۔ معلوم نہیں انسان کو ماں باپ کا گھر کیوں ہر بات پر یاد آتا ہے۔

سالار کو کچھ دیر سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا کہے۔

"میں نے تمہیں کب کہا ہے کہ تم مجھے یہ بنا کر دو۔"

"تم نے خود کہا تھا کہ میں تمہیں سی فوڈ لا کر دوں گا اور تم آج یہ بنانا۔"

سالار نے پھر کچھ خفگی سے پانی بند کیا۔

"چھوڑ دو مت بناؤ۔" اس نے سختی سے کہتے ہوئے وہ برتن سنک سے اٹھا کر شیلف پر رکھ دیا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ میں سوچ رہی تھی جب شوہر کو بنا کر کھلا سکتی۔۔۔ تو ماں باپ کو بھی بنا کر کھلا دیتی۔" اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

کیا رنج تھا' کیا پچھتاوا تھا' وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

اس کے منع کرنے کے باوجود' اس نے اس دن سی فوڈ ہی تیار کیا تھا۔ لیکن اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر سالار کو اس قدر احساس جرم ہوا تھا کہ وہ ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھا سکا۔

"میں آہستہ آہستہ یہ سی فوڈ کھانا چھوڑ دوں گا' تمہیں دوبارہ یہ گھر پر نہیں بنانا پڑے گا۔"

اس نے کھانے کے دوران اسی احساس جرم کے ساتھ کہا تھا۔

"نہیں' تمہیں پسند ہے تو کیوں چھوڑو گے؟ پتا نہیں مجھے ایسے ہی خیال آگیا تو۔۔۔ آہستہ آہستہ میری ناپسندیدگی کم ہو جائے گی۔" وہ اب اس ساری صورت حال پر کچھ شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

"میں۔۔۔"

امامہ نے اس کی بات کاٹ دی۔ "رہنے دو بس۔۔۔ اگر کچھ چھوڑنا ہے تو یہ جو تم انرجی ڈرنکس وغیرہ پیتے رہتے ہو انہیں چھوڑ دو۔ میں تمہیں کچھ فریش جوسز وغیرہ بنا دیا کروں گی۔"

وہ ہنس پڑا تھا۔ وہ ان ڈرنکس کا واقعی بہت زیادہ عادی تھا اور اس کی بنیادی وجہ اس کا لائف اسٹائل اور پروفیشن تھا۔ ان انرجی ڈرنکس کے سہارے وہ ساری ساری رات بے حد آرام سے کام کرتا رہتا تھا اور فی الحال اس عادت نے اس کی صحت پر کسی قسم کے مضر اثرات نہیں ڈالے تھے۔ سی فوڈ کی نسبت انہیں چھوڑنا زیادہ مشکل تھا۔

اسے کھانے میں کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی' نہ کبھی اس کی یہ خواہش رہی تھی کہ کوئی اس کے لیے کھانے کے لوازمات کا اہتمام کرے یا اسے پیش کرتا پھرے' لیکن اسے اندازہ بھی نہیں ہو پا رہا تھا کہ کتنے غیر محسوس انداز میں وہ امامہ کے ہاتھ کے کھانے کا عادی ہونے لگا تھا۔ امامہ اس کے رات کو بہت دیر سے گھر آنے پر بھی اسے تازہ چپاتی بنا کر دینے کی عادی ہو گئی تھی' اور سالار نے زندگی میں کبھی کہیں ایسی چپاتی نہیں کھائی تھی۔ کسی کے گھر پر بھی نہیں' نرم' خوشبودار' ذائقہ دار اور تازہ۔ کسی بھی ڈنر ٹیبل پر ———— چپاتی کا پہلا لقمہ منہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

میں ڈالتے ہی اسے امامہ یاد آئی تھی۔ وہ اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی چپاتی' کسی سالن' چٹنی یا سلاد کے بغیر بھی بڑی خوشی کے ساتھ کھا سکتا تھا۔

وہ ناشتے میں دو سلائس ایک انڈا کھا کر اور چائے کافی کے ایک کپ کے ساتھ بھاگ جانے والا آدمی تھا اور اب زندگی میں پہلی دفعہ ناشتے کا کوئی "مینیو" ہونے لگا تھا' انڈا تلے ہوئے یا ابلے ہوئے کے بجائے مختلف قسم کے آملیٹ کی شکل میں ملنے لگا تھا۔ بعض دفعہ پراٹھا ہوتا۔ ڈبے کے جوس کی جگہ تازہ جوس کے گلاس نے لے لی تھی۔ لنچ کے لیے گھر کے بنے ہوئے سینڈوچز اور سلاد ہوتے۔ وہ آفس میں سب کی طرح ایک فاسٹ فوڈ سے آنے والے لنچ پیک کا عادی تھا اور وہ اس کے ساتھ "کمفرٹیبل" تھا۔

شروع شروع میں وہ امامہ کے اصرار پر کچھ بے دلی سے اس لنچ پیک کو گھر سے لاتا تھا جو امامہ اس کے لیے تیار کرتی تھی' مگر آہستہ آہستہ اس کی ناخوشی ختم ہونے لگی تھی۔ وہ "گھر کا کھانا" تھا' بے حد "ویلیوایبل" تھا۔ کیونکہ اسے بنانے کے لیے صبح سویرے اٹھ کر اس کی بیوی اپنا کچھ وقت صرف کرتی تھی۔ "بھوک" وہ بازار سے خریدے گئے چند لقموں سے بھی مٹا لیتا' لیکن وہ لقمے اس کے دل میں گھر میں بیٹھی ایک عورت کے لیے شکر کا احساس پیدا نہ کرتے' جسے وہ ہر روز اس وقت محسوس کرتا' جب بینک کے کچن سے کوئی اس کے لنچ کو گرم کر کے اس کے ٹیبل پر لا کر رکھتا تھا۔

وہ پانی کے اس گلاس کا بھی اسی طرح عادی ہونے لگا تھا' جو وہ ہر روز اس کے گھر میں داخل ہونے پر اسے لا کر دیتی تھی۔ کافی یا چائے کے اس کپ کا بھی' جو وہ دونوں رات کے کھانے کے بعد ٹیرس پر بیٹھ کر پیتے تھے اور گرم دودھ کے اس گلاس کا بھی' جو وہ رات کو سونے سے پہلے اسے دیا کرتی تھی اور جسے وہ شروع میں ناگواری سے گھورا کرتا تھا۔

"میں دودھ نہیں پیتا۔" جب اس نے پہلی بار گرم دودھ کا گلاس اسے دیا تو اس نے بے حد شائستگی سے جتایا تھا۔

"کیوں؟" جواباً" اس نے اتنی حیرت کا اظہار کیا تھا کہ وہ کچھ شرمندہ سا ہو گیا تھا۔

"مجھے پسند نہیں ہے۔"

"مجھے تو بڑا پسند ہے' تمہیں کیوں نہیں پسند؟"

"مجھے اس کا ذائقہ اچھا نہیں لگتا۔" وہ ایک لمحہ کے لیے سوچ میں پڑ گئی۔

"تو میں اس میں اوولٹین ڈال دوں۔۔۔" سالار نے اس کے جواب کو مکمل ہونے سے پہلے ہی گلاس اٹھا کر پی لیا تھا۔ وہ زہر پی سکتا تھا' لیکن اوولٹین نہیں اور یہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ دودھ پیتی ہے' اس لیے اسے بھی دودھ پینا تھا۔ دودھ کے فوائد سے بہرحال اسے دلچسپی نہیں تھی۔

اس کے اپنے گھر میں مردوں کا جس طرح خیال رکھا جاتا تھا' وہ بھی اس کا اسی طرح خیال رکھ رہی تھی۔

یہ "عادتاً" تھا' "خصوصاً" نہیں اور اسے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ "خیال" کہیں "رجسٹر" ہو رہا تھا۔۔۔ ہر عورت کی طرح وہ بھی یہ سمجھتی تھی کہ اس کے ان تمام کاموں کو حق سمجھ کر لیا جا رہا ہے' کیونکہ ہر مرد کی طرح سالار بھی تعریف نہیں کر پا رہا تھا' ہر مرد کی طرح اس کے لیے بھی آئی لو یو کہنا آسان تھا بجائے یہ کہنے کے کہ جو تم میرے لیے کرتی ہو اس کی مجھے بہت قدر ہے اور ہر مرد کی طرح وہ بھی اس احساس تشکر کو تحائف اور پیسے سے ریپلیس کر رہا تھا۔

✿ ✿ ✿

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

امامہ کے لیے زندگی بدل گئی تھی... بدل گئی تھی یا بہت عرصے کے بعد پھر شروع ہوئی تھی؟ مارکیٹوں میں سالار یا نوشین کے ساتھ پھرتے 'چیزوں کو دیکھتے' وہ عجیب سے احساسات کا شکار ہوئی رہتی۔ یہ احساس کہ وہ جن چیزوں کو دیکھ رہی ہے' وہ انہیں اب خریدنے کے قابل ہے اور یہ احساس کہ اب ایک ایسی جگہ ہے جہاں وہ ان چیزوں کو اپنے لیے رکھ سکتی تھی۔ وہ ڈاکٹر سبط علی کا گھر نہیں تھا' ہاسٹل نہیں تھا' نہ ہی سعیدہ اماں کا گھر تھا' یہ اس کا اپنا گھر تھا۔ تشکر' خوشی' آسودگی اور پھر بے یقینی اور حیرانی۔ نو سال کی مشقت کے بعد جو ملا تھا' وہ اس کی اوقات سے بہت زیادہ تھا اور یہ سب ہر کسی کو کہاں ملتا تھا۔ نو سال بے نام' بے خاندان رہنے کے بعد اب جب کہ وہ ایک خاندان کا حصہ بنی تھی تو حیرانی کیسے نہ ہوتی...؟ خواری اور بے سروسامانی کا سفر جہاں جا کر ختم ہوا تھا' وہ نعمتوں کی معراج تھی۔ اپنے گھر سے نکلنے کے بعد اس نے اتنے عرصے میں صرف ایک چیز سیکھی تھی۔ اپنے نفس پر قابو پانا' اپنی خواہشات اور ضروریات کو کم سے کم کرنا' قناعت کرنا اور یہ بڑا مشکل تھا۔ وہ آسائشوں سے نکل کر آئی تھی۔ ریت کا ذرہ اسے تھور کے کانٹے کی طرح چبھتا تھا۔ پیسوں کو گن کر خرچ کرنا اور پھر بچانے کی کوشش کرنا' وہ کہاں عادی تھی ان چیزوں کی' لیکن وقت اور حالات نے اسے عادی بنا دیا تھا' اور اب جب اتنے سالوں کے بعد اسے آسائش ملی تو ناممکن تھا کہ اسے بات بات پر وہ نو سال یاد نہ آتے۔ وہ ضرورت پڑنے پر سالار کی دراز میں پڑے پیسوں کو نکالتے ہوئے ٹھٹک جایا کرتی تھی' جن کو کمانے میں اس کی محنت شامل تھی' نہ ہی ان کی بچت میں اس کا کوئی حصہ تھا۔ اسے صحیح اندازہ نہیں تھا کہ دراز میں کتنی رقم موجود ہے' کیونکہ وہ انہیں کبھی گن نہیں پاتی تھی۔ وہ ہر روز اس دراز میں کچھ رقم کا اضافہ کرنے کا عادی تھا۔ اگر وہ اس دراز کو پورے کا پورا بھی خالی کر دیتی تب بھی اگلے دن وہ خالی نہیں ہوتا تھا۔ اس روپے کو خرچ کرنا اس کا "استحقاق" تھا اور اس رقم کے خرچ ہونے پر سالار نے کبھی اس سے سوال نہیں کیا تھا۔ وہ اس گھر کے سیاہ و سفید کی مالک تھی۔

وہ چیزوں کو پرائس ٹیگ دیکھ کر خریدا کرتی تھی' اپنی خواہش دیکھ کر نہیں' اور اب یک دم پرائس ٹیگ دیکھ کر خریداری کرنا اس کے لائف اسٹائل کا حصہ نہیں رہا تھا۔ سالار زندگی میں خود بھی کبھی بارگیننگ یا سستی چیزوں کے استعمال کا عادی نہیں رہا تھا اور وہ انتہائی فیاض اس کے معاملے میں بھی تھا۔ ناممکن تھا کہ اسے جو چیز اچھی لگتی وہ اسے نہ لے کر دیتا اور یہ صرف بازار میں نظر آنے والی چیزوں تک ہی محدود نہیں تھا' بلکہ اسے کسی میگزین یا ٹی وی پر بھی کوئی چیز اچھی لگ جاتی اور وہ سالار سے اس کا ذکر کرتی تو وہ چیز اگلے چند دنوں میں اس کے گھر پر ہوتی تھی اور وہ کس قیمت پر آئی تھی' سالار کو پروا نہیں ہوتی تھی۔ وہ رات کے تین بجے بھی اگر کسی چیز کے کھانے کی فرمائش کرتی تو وہ اسے لے جایا کرتا تھا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے..."

وہ اب اس جملے کو بولنے کی عادی ہو رہی تھی' کیونکہ کوئی تھا جو آدھی رات کو بھی آئس کریم کے دو اسکوپس' چاٹ کی ایک پلیٹ' پزا کے ایک سلائس' کافی کے ایک کپ' ہاٹ اینڈ ساور کی خواہش ہونے پر اسے ملامت یا صبر کی تلقین کرنے کے بجائے' اسے ساتھ لیے مطلوبہ چیز کی تلاش میں' ایک بھی شکایتی لفظ کہے بغیر خالی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا پھرتا تھا۔

شادی کے اس مختصر عرصے میں بھی لاہور کی کوئی ایسی جگہ نہیں تھی' جہاں کھانے کی کسی مشہور چیز کا اس نے سنا ہو اور سالار اسے وہاں نہ لے گیا ہو۔ گوالمنڈی میں فجر کے بعد حلوہ پوری کے سستے ناشتے سے لے کر پی سی کے چوبیس گھنٹے کھلے رہنے والے کیفے میں رات کے پچھلے پہر کھائے جانے والے لیمن ٹارٹس تک جن کو کھاتے ہوئے دیر ہو جانے پر اس نے دبئی کی وہ فلائٹ بھی مس کر دی تھی جو ایک گھنٹہ بعد تھی۔

یہ ناممکن تھا کہ ایسا شخص کسی کی دعاؤں کا حصہ نہ بنے۔ اسے بھی نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے سالار کو یاد

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

نہیں کرنا پڑا تھا' وہ اسے ہمیشہ خود بخود یاد آجاتا تھا۔ اس سے نکاح ہو جانے کے بعد پہلی نماز پڑھنے پر بھی' جب وہ ناخوش تھی اور اس سے رشتہ ختم کرنا چاہتی تھی اور ڈاکٹر سبط علی کے گھر پر اسے دیکھنے اور سننے کے بعد بھی' جب اس نے پہلی بار "اپنے شوہر" کے لیے اجر کی دعا کی تھی اور رخصتی کے بعد اس گھر میں پہلی نماز کے دوران بھی' جب اس نے سالار کے لیے اپنے دل میں محبت پیدا ہونے کی دعا کی تھی' وہ اسے یاد آتا تھا یا دہتا تھا۔

دن کی کوئی نماز ایسی نہیں ہوتی تھی جب وہ سالار کے لیے اللہ سے نعمتوں اور اجر کی طالب نہیں ہوتی تھی' تب بھی جب وہ اس سے شاکی یا خفا ہوتی تھی۔ وہ اللہ کے بعد اس دنیا میں واقعی اس کا "آخری سہارا" تھا اور "سہارے" کا "مطلب" اور "اہمیت" کوئی امامہ سے پوچھتا۔

☼ ☼ ☼

"آر یو شیور... تم اکیلے رہ لوگی؟" سالار اب بھی جیسے یقین دہانی چاہتا تھا۔

وہ دو ہفتوں کے لیے نیویارک اپنے بینک کی کسی ورکشاپ کے سلسلے میں جا رہا تھا اور امامہ اس بار اپارٹمنٹ میں ہی رہنا چاہتی تھی۔ عام طور پر سالار کراچی یا کہیں اور جاتے ہوئے اسے سعیدہ اماں یا ڈاکٹر سبط علی کے ہاں چھوڑ جایا کرتا تھا' لیکن اس بار وہ بضد تھی کہ وہ وہیں رہے گی۔ اس کا خیال تھا کہ اب وہ وہاں اکیلی رہ سکتی ہے۔

"میں رہ لوں گی... ویسے بھی فرقان بھائی اور بھابھی تو پاس ہی ہیں... کچھ نہیں ہوتا۔" اس نے سالار کو تسلی دی۔ اس کی فلائٹ صبح گیارہ بجے تھی اور وہ اس وقت پیکنگ سے فارغ ہوا تھا۔

"میرے بغیر رہ لوگی تم؟" اس نے امامہ کی بات سننے کے بعد کہا۔ وہ اب اپنے بریف کیس میں کچھ پیپرز رکھ رہا تھا۔

"ہاں... دو ہی ہفتوں کی تو بات ہے۔" امامہ نے بے حد اطمینان سے اسے کہا۔

"دو ہفتوں میں پندرہ دن ہوتے ہیں۔" سالار نے بریف کیس بند کرتے ہوئے کہا۔

"تو کوئی بات نہیں گزر جائیں گے۔"

سالار نے گہرا سانس لیا۔ "ہاں تمہارے تو گزر جائیں گے۔ میرے نہیں گزریں گے میں تو ابھی سے تمہیں مس کرنے لگا ہوں یار۔" وہ ہنس پڑی۔

"پہلے بھی تو جاتے ہو تم... دو ہفتے پہلے دبئی گئے تھے... پھر پچھلے مہینے سنگاپور..." اس نے تسلی دینے والے انداز میں اسے یاد دلایا۔

"دو دن کے لیے دبئی گیا تھا اور چار دن کے لیے سنگاپور... یہ تو دو ہفتے ہیں۔"

"ہاں تو دو ہفتے ہی ہیں نا' دو مہینے یا دو سال تو نہیں ہیں۔" اس نے کمال اطمینان کے ساتھ کہا۔

سالار اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"چلو' اچھا ہے یہ بھی... نہ میں یاد آؤں گا نہ نظر آؤں گا۔ نہ میرا کوئی کام ہو گا' وقت ہی وقت ہو گا تمہارے پاس..." وہ نجانے اس سے کیا سننا چاہتا تھا۔

"ہاں' کافی وقت ہو گا' میں ایک دو پینٹنگز مکمل کروں گی۔ گھر کے کچھ اور کام ہیں' وہ بھی کروں گی۔ سعیدہ اماں کے بھی ایک دو کام ہیں' وہ بھی نمٹاؤں گی۔ میں نے بہت کچھ پلان کیا ہوا ہے۔"

اس نے ناول پکڑے' اپنی جماہی روکنے کے لیے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ ہنس پڑا تھا۔

"تمہارے لیے تو blessing in disguise ہو گیا ہے میرا ٹرپ' میں نے تو سوچا ہی نہیں تھا' میری وجہ سے تمہارے اتنے کام پینڈنگ ہو رہے ہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

اگر اس کے لہجے میں گلہ تھا تو امامہ نے نوٹس نہیں کیا۔
"چلو' یہ بھی اچھا ہے۔" وہ بڑبڑایا تھا۔
"ویزا لگا ہوتا تو میں تمہیں لے جاتا۔" اسے پھر کچھ خیال آیا تھا۔
"تم پریشان مت ہو میں یہاں پر بالکل ٹھیک رہوں گی۔" امامہ نے فوراً" سے پیشتر کہا۔
سالار جواب دینے کے بجائے چپ چاپ اسے دیکھتا رہا۔
"کیا دیکھ رہے ہو؟" امامہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔
"تمہارا اطمینان..."
"میں فلمی ہیروئنز کی طرح ڈائیلاگ نہیں بول سکتی۔"
"صرف فلمی ہیروئنز ہی ڈائیلاگ بولتی ہیں؟"
"نہیں ہیرو بھی بولتے ہیں۔" وہ اطمینان سے ہنسی۔ سالار مسکرایا تک نہیں تھا۔ وہ پھر سنجیدہ ہو گئی۔
"مت جاؤ پھر...؟ اگر اتنا مس کر رہے ہو تو۔" اس نے جیسے اسے چیلنج کیا۔
"پیار سے کہتیں تو نہ جاتا' لیکن میں تمہارا کوئی چیلنج قبول نہیں کروں گا۔ مجھے تم سے ہارنا پسند ہے۔" وہ ہنسی۔
"تم بات بدل رہے ہو؟"
"نہیں' خود کو تسلی دے رہا ہوں۔ چلو آؤ! تمہیں کافی پلوا کر لاؤں۔"
وہ یک دم بستر سے اٹھتے ہوئے بولا۔
"اس وقت...؟" رات کو اس وقت امامہ تیار نہیں تھی۔
"ہاں... اتنے دن تک تو نہیں پلوا سکوں گا کافی۔" وہ دراز سے والٹ اور کار کی چابیاں نکال رہا تھا۔
"لیکن اب میں پھر کپڑے بدلوں...؟"
"مت بدلو' چادر لے لو... یہی ٹھیک ہے۔"
سالار نے اس کی بات کاٹی۔ وہ اب سیل فون اٹھا رہا تھا۔
فورٹریس سے کافی پینے کے بعد وہ اسٹیڈیم کے گرد بے مقصد ڈرائیو کرتا رہا۔
"اب گھر چلیں' تمہیں آرام کرنا چاہیے۔" امامہ کو اچانک خیال آیا۔
"میں پلین میں آرام کروں گا۔"
امامہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اتنا سنجیدہ اور کسی گہری سوچ میں کیوں ڈوبا ہوا تھا۔ واپس آتے ہوئے اس نے راستے میں ایک دکان سے بہت سا پھل خریدا۔
"تم یہاں نہیں ہو گے تو اتنا پھل خریدنے کی کیا ضرورت ہے؟" امامہ حیران ہوئی تھی۔
"تمہارے لیے خریدا ہے' شاید پھل کھاتے ہوئے ہی میں تمہیں یاد آجاؤں۔" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔
"یہ پھل کھانے کے لیے شرط ہے۔" وہ بے اختیار ہنسی۔
"نہیں' امید..." امامہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔
واقعی اس کی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ہفتے کا ٹرپ اتنا لمبا تو نہیں تھا کہ اس پر کسی قسم کی اداسی کا اظہار کیا جائے۔ کم از کم سالار سے وہ اس طرح کی جذباتیت کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

اسے واقعی سالار کے جانے کے بعد پہلے دو دن کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ وہ معمول کے کام کرتی رہی۔ اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

نامکمل تصویروں پر کام شروع کیا اور ساتھ ہی ایک نیا ناول بھی شروع کردیا۔
سالار کی عدم موجودگی میں رات کا کھانا وہ فرقان کے ہاں کھایا کرتی تھی۔ وہ دن تک تو وہ اطمینان سے ان کے ہاں کھانا کھانے اور کچھ دیر گپ شپ کرنے کے بعد گھر واپس آجاتی' پھر کوئی ناول نکال لیتی اور سونے تک پڑھتی رہتی' لیکن مسئلہ تیسری رات کو ہوا تھا۔ اس دن سالار نے اسے دن بھر کال نہیں کی تھی' اور اتنے مہینوں میں وہ پہلا دن تھا' جب ان کے درمیان کسی قسم کا رابطہ نہیں ہوا تھا۔ اس کی طرف سے نہ میسج' نہ کال' اور نہ ہی کوئی ای میل آئی تھی۔ وہ پچھلی رات سے بہت مصروف تھا۔ اس نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ شاید اگلے چند دن وہ اس سے بات نہ کرسکے۔ نیویارک پہنچنے کے بعد سالار سے اس کی صرف پانچ منٹ کے لیے بات ہوئی تھی' لیکن پچھلے دو دن وہ وقفے وقفے سے مختصر ہی سہی' اس کو ای میلز بھیجتا رہا تھا اور اب وہ بھی یک دم آنا بند ہوگئی تھیں۔
وہ اس رات فرقان کے ہاں کھانے پر نہیں گئی' اس کی بھوک غائب ہوگئی تھی۔ اس نے اس دن کمپیوٹر مسلسل آن رکھا ہوا تھا' اس آس میں کہ شاید وہ اسے ای میل کرے' حالانکہ وہ ورکشاپ کے دوران اسے ای میل نہیں کرتا تھا۔
رات کو اس نے کافی کے لیے کریم نکالنے کے لیے فریج کھولا تو اس نے کیک کا وہ ٹکڑا دیکھا' جو وہ دن پہلے وہ ایرپورٹ جانے سے پہلے کھاتے کھاتے چھوڑ گیا تھا اور امامہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے کیک کا وہ بچا ہوا ٹکڑا فریج میں کیوں رکھ چھوڑا تھا۔ نہ صرف وہ ٹکڑا' بلکہ وہ کین بھی جس میں بچا ہوا جوس تھا۔ کچھ دیر وہ ان دونوں چیزوں کو دیکھتی رہی' پھر اس نے فریج بند کردیا۔
کافی بنا کر وہ ٹیرس پر نکل آئی تھی' جہاں وہ ویک اینڈز پر اکثر بیٹھا کرتے تھے۔
منڈیر سے نیچے جھانکتے ہوئے اس نے سرخ اینٹوں کی اس منڈیر پر دو مگز کے نشان دیکھے تھے۔ ایک ذرا گہرا' دوسرا بہت ہلکا۔ وہ رات کو اکثر یہاں کھڑے' نیچے دیکھتے ہوئے کئی بار یہیں پر اپنے مگز رکھ دیا کرتے تھے۔ نیچے بلڈنگ کے لان میں کچھ بچے اور لوگ چہل قدمی کررہے تھے۔
"تمہیں بچے اچھے لگتے ہیں؟" اس نے ایک دن وہاں کھڑے' نیچے کھیلتے اور شور مچاتے ہوئے بچوں کو دیکھتے ہوئے سالار سے پوچھا تھا۔
"ہاں... لیکن اس طرح کے نہیں۔" اس نے جواباً" چائے پیتے ہوئے' اپنے کندھے اچکا کر مگ سے ان بچوں کی طرف اشارہ کیا۔
وہ ہنس پڑی۔ اس کا اشارہ شور کی طرف تھا۔
"مجھے تو ہر طرح کے بچے اچھے لگتے ہیں... شور کرنے والے بھی۔" اس نے نیچے جھانکتے ہوئے کہا تھا۔

Good for you but
I can't stand them

سالار نے لاپروائی سے کہا۔
"دوسروں کے بچے ہیں' اس لیے شور کرتے ہوئے برے لگتے ہیں۔ اپنے بچوں کا شور کبھی برا نہیں لگے گا تمہیں۔" اس نے روانی سے کہا۔
"بچے؟ ایک بچہ کافی ہے۔" وہ چائے پیتے پیتے اٹکا۔
امامہ نے کچھ چونک کر نیچے جھانکتے ہوئے اسے دیکھا۔
"ایک کیوں؟"
"تو کتنے ہونے چاہئیں؟" وہ سنجیدہ ہوا۔ اس نے ایک لمحہ کے لیے سوچا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"کم سے کم چار۔"

"اور زیادہ سے زیادہ بارہ۔" سالار نے ہنستے ہوئے اس کے جملے میں اضافہ کیا تھا۔ وہ اسے مذاق سمجھا تھا۔

"میں سیریس ہوں۔" اس کی ہنسی رکنے پر اس نے کہا۔

"چار بچے... تم حواسوں میں ہو۔" سالار نے مگ منڈیر پر رکھ دیا۔

"کون پالے گا انہیں؟" اسے بے اختیار تشویش ہوئی۔

"تم اور میں۔" اس نے اطمینان سے کہا۔

"میں ایک بچہ پال سکتا ہوں' چار نہیں۔"

سالار نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جیسے اسے حتمی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم ایک پال لینا' تین میں پال لوں گی۔" وہ اطمینان سے کہہ کر دوبارہ نیچے جھانکنے لگی۔

"امامہ! میں سنجیدہ ہوں۔"

"اور میں بھی۔"

"ہم چار بچے افورڈ نہیں کر سکتے۔" اسے لگا کہ اسے امامہ کو منطقی انداز میں سمجھانا چاہیے۔

"میں تو کر سکتی ہوں۔ میرے پاس وہ پیسے ہیں جو..."

"وہ میں نے اس لیے نہیں دیے کہ تم انہیں بچوں کی فوج پر انویسٹ کرو۔" سالار نے جھنجلا کر اس کی بات کاٹی۔

امامہ کو برا لگا۔ وہ کچھ کہنے کے بجائے بے حد خفگی کے عالم میں پھر نیچے دیکھنے لگی تھی۔

"سویٹ ہارٹ! ہم کو..." سالار نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر اسے منانے کی کوشش کی تھی۔

"ہاتھ ہٹاؤ۔" امامہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" وہ جھنجلایا۔ "تم چاہتی ہو میں گھر' آفس' اسکول' ڈاکٹرز اور مارکیٹوں کے چکر لگاتے لگاتے بوڑھا ہو جاؤں۔"

"تو تم کیا کرتے ہوئے بوڑھا ہونا چاہتے ہو؟" تڑ سے جواب آیا تھا' ود لاجواب ہو گیا۔ وہ خفگی بھری سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ رات کے وقت اپنے بچوں کو گھر میں کیوں نہیں رکھتے' دوسروں کو دکھانے کے لیے باہر کیوں لے آتے ہیں۔" وہ اس کے سوال کا جواب دیے بغیر منڈیر سے اپنا مگ اٹھا کر کچھ جھنجلاہٹ کے عالم میں اندر چلا گیا تھا۔ امامہ کو بے اختیار ہنسی آئی تھی۔

وہ اب بھی ہنس رہی تھی۔ منڈیر کے اس نشان کو دیکھتے ہوئے نجانے کیا کیا یاد آیا تھا۔ نیچے لان میں پھر وہی شور برپا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیوار کے ساتھ لگے اس رگ کو دیکھا جس پر وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کبھی کبھار بیٹھ کر گٹار بجایا کرتا تھا۔ اسے اس کے گٹار میں دلچسپی نہیں ہوتی تھی۔ وہ اس سے باتیں کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھا کرتی تھی۔ گٹار بجاتے ہوئے وہ خود نہیں بولتا تھا' صرف اس کی باتیں سنتا رہتا اور وہ میکانکی انداز میں وقفے وقفے سے اس کے منہ میں کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز ڈالا کرتی تھی۔ وہ اسے دیکھتا رہتا اور گٹار پر باری باری اپنی پسند کی کوئی ٹیون بجاتا رہتا یا اپنے۔ انسٹرومنٹس کو نکال کر ان کی صفائی کرتا رہتا۔ یہ ویک اینڈ پر اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

اسے احساس نہیں ہوا کہ کافی کا مگ ہاتھ میں لیے اس رگ کو دیکھتے اس کی کافی کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ وہ اسی طرح بھرا ہوا مگ لے کر واپس اندر آ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

بعض دفعہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کسی کو کیوں یاد کرتے ہیں... یاد کرتے ہیں تو کوئی یاد آتا ہے... یا یاد آتا ہے' تو یاد کرتے ہیں...؟ دل یہ معمہ کہاں حل کر پاتا ہے۔

☼ ☼ ☼

فجر کے بعد وہ مسلسل کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی تھی۔ کال نہیں تو کوئی ای میل سہی۔ اس نے وقفے وقفے سے اسے چار پانچ ای میلز کی تھیں پھر وہ مایوس ہو گئی۔ جواب نہ آنے کا مطلب تھا کہ وہ ای میلز چیک نہیں کر رہا تھا۔

اگلے دن اداسی کا دورہ پہلے سے بھی شدید تھا۔ اس دن وہ پینٹنگ کر سکی نہ کوئی کتاب پڑھ سکی اور اس نے کھانا بھی نہیں پکایا۔ فریج میں پچھلے چند دنوں کا پڑا ہوا کھانا کھالیا۔ شام تک' وہ اگلے دن سعیدہ اماں کے ہاں جانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ اس کا خیال تھا یہ تنہائی تھی جو اسے مضمحل کر رہی ہے۔ وہ یہ بھول گئی تھی کہ وہ نو سال تنہا ہی رہی تھی۔ اس سے زیادہ تنہا اس سے زیادہ برے حالات میں۔

اس دن اسے سالار کی تین لائنوں کی ایک ای میل ملی تھی اور ان تین لائنوں کو اس نے رات تک کم از کم تین سو بار پڑھا تھا۔

"Hi Sweet heart! How are you? This work shop has really nailed me down' How is your painting going, Love you."

"ہائی سویٹ ہارٹ!
کیا حال ہے؟ اس ورک شاپ نے تو جیسے مجھے جکڑ لیا ہے۔ تمہاری پینٹنگ کیسی چل رہی ہیں؟ لو یو۔"

ان تین جملوں کی ایک میل کے جواب میں اس نے اسے ایک لمبی ای میل کی تھی' جس میں اسے اپنی ہر ایکٹویٹی بتائی تھی۔ ایک کے بعد دوسرا' دوسرے کے بعد تیسرا جھوٹ۔ وہ اس سے یہ کیسے کہہ دیتی کہ وہ اداس ہے پھر وہ وجہ پوچھتا تو اسے وہ اپنی اداسی کی کیا وجہ بتاتی...؟

☼ ☼ ☼

"بیٹا! چہرہ کیوں اترا ہوا ہے تمہارا؟ کوئی پریشانی ہے...؟ جھگڑا کر کے تو نہیں گیا سالار تمہارے ساتھ؟" سعیدہ اماں نے اس کے چہرے پر پہلی نظر ڈالتے ہی تم اپنے سوالوں سے اسے بوکھلا دیا تھا۔ وہ بری طرح متفکر ہوئی تھیں۔

"نہیں' نہیں' کچھ بھی نہیں ہوا۔ بس ایسے ہی گھر میں اکیلی تھی' شاید اس لیے..."

اس نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں بہلایا' لیکن وہ مطمئن نہیں ہوئیں۔

امامہ نے کپڑوں کا بیگ کمرے میں رکھنے کے فوراً" بعد ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو دیکھا' پانچ دنوں میں پہلی بار اس نے اپنے عکس پر غور کیا تھا۔ وہ واقعی بہت پریشان لگ رہی تھی۔ سعیدہ اماں اگر پریشان ہوئی تھیں تو کوئی حیرانی کی بات نہیں تھی' کوئی بھی اس کا چہرہ آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔

اگلے دس منٹ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر وہ اپنے چہرے کے اعصاب اور تاثرات کو ریلیکس کرنے کی پریکٹس کرتی رہی۔ مسکرا کر' گہرے سانس لے کر' چہرے کے تاثرات کو نرم رکھ کر' پھر جیسے زچ ہو کر اس نے شکست مان لی۔

"جہنم میں جائے' اب لگتی ہوں پریشان تو میں کیا کروں...؟ کتنا مسکراؤں میں...؟"

پھر وہ باہر نکل آئی۔ سونا وہاں بھی مشکل تھا اور اداسی یہاں بھی ویسی ہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"اتنی چپ تم پہلے تو کبھی نہیں رہیں بیٹا! اب کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔؟" اگلی شام تک سعیدہ اماں حقیقتاً فکر مند ہو چکی تھیں 'حالانکہ اس دن صبح سالار سے اس کی بات بھی ہوئی تھی۔

"تم سالار کے ساتھ خوش تو ہو نا؟" وہ تشویش سے پوچھ رہی تھیں اور وہ ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔ اداسی بری طرح بڑھی تھی۔ مسئلہ خوشی کا نہیں تھا۔ مسئلہ یہ نہیں تھا کہ وہ اس کے ساتھ خوش ہے یا نہیں۔ بات صرف اس کے ساتھ رہنے کی تھی۔ خوش یا اداس جیسے بھی لیکن اس کے ساتھ ہی۔

اس نے سعیدہ اماں کو جواب دینے کے بجائے موضوع بدل دیا تھا۔ وہ دن وہاں رہ کر' وہ پھر اسی بے چینی کے عالم میں واپس آئی تھی۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ تم میرے آنے تک وہیں رہو گی؟" سالار اس کی واپسی پر حیران ہوا تھا۔

"میری مرضی۔" وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی لیکن معلوم نہیں اس نے یہ کیوں کہا۔

"اوکے۔" وہ جواب پر حیران ہوا تھا' لیکن اس نے کوئی مزید سوال نہیں کیا۔

"مجھے نیویارک سے ورکشاپ کے ختم ہونے کے بعد یہیں سے دو ہفتے کے لیے کینیڈا جانا ہے۔"

سالار نے اسے اگلی خبر سنائی' اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔

"کیا مطلب؟"

"جو کولیگ مانٹریال والی کانفرنس اٹینڈ کر رہا تھا' اسے کوئی میڈیکل ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ فوری طور پر مجھے کانفرنس میں جانے کے لیے کہا گیا ہے۔ کیونکہ میرے پاس ویزا بھی ہے اور میں قریب بھی ہوں۔"

وہ صدمے سے بول ہی نہیں سکی۔ دو ہفتے اور باہر ٹھہرنے کا مطلب تھا کہ وہ عید کے ایک ہفتہ کے بعد واپس پاکستان آتا۔

"ہیلو!" سالار نے اس کی لمبی خاموشی پر لائن پر اس کی موجودگی چیک کی۔

"یعنی عید کے بعد آؤ گے تم؟"

اس نے اپنے لہجے کی مایوسی پر قابو کرتے ہوئے سالار کو یاد دلانے کی کوشش کی کہ عید قریب ہے۔

"ہاں۔" یک حرفی جواب آیا۔ یقیناً اسے یاد تھا۔

"اور میں عید پر کیا کروں گی؟"

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس سے کیا بات کرے۔ مایوسی کی انتہا تھی' جس کا وہ اس وقت شکار ہو رہی تھی۔ ایک ہفتہ کا انتظار تین ہفتوں میں تبدیل ہو گیا تھا' اور تین ہفتوں کے لیے اس اپارٹمنٹ میں اکیلے رہنا۔۔۔ اسے سالار پر غصہ آنے لگا تھا۔

"تم اسلام آباد چلی جانا عید پر۔" سالار نے کہا۔

"نہیں میں یہیں رہوں گی۔" اس نے بلاوجہ ضد کی۔

"ٹھیک ہے یہیں رہ لینا۔" سالار نے بآسانی گھٹنے ٹیک دیے۔

"تمہیں کیوں بھیج رہے ہیں۔۔۔؟ بھیجنا تھا تو پہلے کہنا چاہیے تھا انہیں۔"

اسے اب بینک والوں پر غصہ آ رہا تھا۔

"ایسی ایمرجنسی ہو جاتی ہے' کبھی کبھار' وہ کسی اور کو اتنے شارٹ نوٹس پر پاکستان سے نہیں بھیج سکتے' ورنہ مجھے کہاں بھیجنا تھا انہوں نے۔" سالار نے وضاحت کی۔

"پھر بھی۔۔۔ تم کہہ دیتے کہ تم مصروف ہو' تمہیں ان دنوں پاکستان میں کچھ کام ہے۔" وہ ہنس پڑا۔

"لیکن مجھے تو کوئی کام نہیں ہے۔ میں جھوٹ بولتا۔۔۔؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

امامہ کو غصہ آگیا۔ "زندگی میں بھی جھوٹ نہیں بولا کیا؟"

"تیور! اپنے کام میں؟ ضرورت ہی نہیں پڑی۔" اس نے اطمینان سے کہا۔ امامہ کچھ بول نہیں سکی۔

"تم ایسا کرو ڈاکٹر صاحب کے گھر چلی جاؤ۔ اتنے دن اکیلے رہو گی تو بور ہو جاؤ گی۔"

اس نے اسے مشورہ دیا۔

"نہیں میں بور نہیں ہوں گی۔ مجھے یہاں بڑے کام ہیں۔" وہ اس کے مشورے پر کچھ چڑسی گئی۔

سالار کو اس کی ٹون نے حیران کیا تھا۔ وہ اس طرح کبھی بات نہیں کرتی تھی اور ابھی کچھ دیر پہلے تک تو وہ بے حد خوشگوار اور پرجوش انداز میں اس سے باتیں کر رہی تھی، پھر یک دم اسے کیا ہوا تھا۔ کم از کم وہ یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ اس کے کینیڈا میں مزید رکنے کی وجہ سے وہ اپ سیٹ ہو رہی ہے۔ وہ امامہ سے پوچھنا چاہتا تھا، لیکن فوری طور پر اس نے موضوع کو بدلنا بہتر سمجھا۔

اپ سیٹ شاید ایک بہت چھوٹا لفظ تھا اس کیفیت کے لیے، جو وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی۔ وہ بے حد غم اور غصے میں تھی۔ اسے یہ "ایکسٹینشن" دھوکا لگ رہا تھا۔ آخر وہ اسے چار ہفتے کا کہہ کر تو باہر نہیں گیا تھا۔ سوال یہ تھا کہ اگر چار ہفتے کا بھی کہہ کر جاتا تو اسے کیا اعتراض ہونا تھا، اس نے تب بھی اسے اسی طرح خوشی خوشی روانہ کرنا تھا، یہ اندازہ لگائے بغیر کہ وہ بعد میں ان تیس دنوں کے ایک ایک گھنٹے کو گنے گی۔

"میں بھی اب اسے ای میل نہیں کروں گی، نہ ہی کال کروں گی، نہ ہی اس سے پوچھوں گی کہ اسے کب آنا ہے اور کب نہیں۔ آنا ہے تو آئے، نہیں تو نہ آئے۔ جہنم میں جائے، میرا ہی قصور ہے۔ بار بار اس سے نہ پوچھتی تو وہ اس طرح نہ کرتا۔"

اس رات بستر میں لیٹے ہوئے وہ بے حد رنجیدگی کے عالم میں ان تمام چیزوں کی فہرست بناتی رہی، جن میں اب اسے سالار کی نافرمانی کرنی تھی۔ بستر پر لیٹے چھت کو گھورتے ہوئے اس کی فہرست ابھی دو سو پچپن اینٹریز تک پہنچی تھی کہ اسے بیڈ کے بالکل اوپر چھت پر چھپکلی نظر آئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اکیلا گھر اور چھپکلی یہ فی الحال اس کے لیے بدترین تھا۔ وہ چھپکلی کو دیکھتے ہی بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر چلی گئی اور اسے پھر سالار پر غصہ آنے لگا تھا۔

ایک چھوٹی سی چھپکلی دو ہفتے پہلے اپارٹمنٹ میں نمودار ہوئی تھی اور وہ بھی سیدھا ان کے بیڈ روم میں۔ شاید کسی دن ٹیرس کا دروازہ کھلا رہنے کی وجہ سے اندر آگئی تھی۔

وہ اس وقت بیڈ سائیڈ ٹیبل لیمپ آن کیے رات کو ناول پڑھ رہی تھی، جو بے حد دلچسپ موڑ پر تھا، جب بستر میں نیم دراز اپنی ٹانگیں سکیڑے ہوئے، اس کی نظریں اچانک چھت پر اپنے بیڈ کے بالکل اوپر موجود چھپکلی پر پڑی تھی۔ ایک لمحہ کے لیے اسے یہ وہم لگا۔ اس نے کمرے کی لائٹ آن کر کے دیکھا، وہ چھپکلی ہی تھی۔ سالار برابر والے بستر میں گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ عام حالات میں کبھی اسے نہ جگاتی، لیکن یہ عام حالات نہیں تھے۔ اس نے اوندھے لیٹے ہوئے سالار کا کندھا جھنجھوڑا۔

"سالار۔۔۔ سالار۔" وہ اس کی آواز پر نیند میں ہڑبڑا گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟"

"وہ اوپر دیکھو، میرے بیڈ کے اوپر چھت پر چھپکلی ہے۔"

امامہ نے حواس باختہ ہو کر اسے کہا۔ سالار نے موندی ہوئی آنکھوں کو مسلتے، لیٹے لیٹے ایک نظر چھت کو دیکھا، پھر امامہ کو اور دوبارہ اوندھے منہ لیٹ گیا۔

"سالار!" امامہ نے دوبارہ اس کا کندھا ہلایا۔

اس کا خیال تھا شاید وہ نیند میں اس چھپکلی کو دیکھ نہیں پایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"دیکھ لی ہے میں نے امامہ... سونے دو۔" وہ لیٹے لیٹے بڑبڑایا۔
"دیکھ لی ہے تو کچھ کرو اس کا۔" وہ اس کی بے توجہی پر ناراض ہوئی۔
"چلی جائے گی خود ہی... تم لائٹ آف کر کے سو جاؤ۔" وہ پھر بڑبڑایا۔
"میں کیسے سوؤں...؟ وہ مجھے دیکھ رہی ہے۔" اس کی خفگی بڑھی۔
"لائٹ بند کر دو نہ تم اسے دیکھو نہ وہ تمہیں دیکھے۔"
اسے اس کے مشورے سے زیادہ اس کی بے حسی پر غصہ آیا۔
"تم میرے لیے ایک چھپکلی نہیں مار سکتے؟"
"میں رات کے اڑھائی بجے چھپکلی نہیں مار سکتا... جسٹ اگنور اٹ۔"
"میں نہیں اگنور کر سکتی اسے۔ یہ اگر گرے تو سیدھا میری ٹانگوں پر گرے گی۔"
اس نے چھت کو دیکھتے ہوئے بے بسی سے کہا۔ وہ واقعی اس کی ٹانگوں پر ہی گرتی۔
"یار میں تمہاری سائیڈ پر آجاتا ہوں تم میری سائیڈ پر آجاؤ۔"
وہ کروٹ لیتے کہتا ہوا اسی طرح اس کی سائیڈ پر چلا گیا۔ وہ اس کے ایثار سے زیادہ اس کی دلیری سے متاثر ہوئی تھی۔ کمرے کی بڑی لائٹ دوبارہ بند کرتے ہوئے وہ اپنا ناول لیے سالار کا بیڈ سائیڈ ٹیبل لیمپ آن کر کے اس کے بستر میں بیٹھ گئی۔ سالار تب تک اسی طرح اوندھے منہ لیٹے لیٹے اس کا سائیڈ لیمپ آف کر چکا تھا۔ خود کو قدرے محفوظ پاتے ہوئے کچھ پرسکون انداز میں اس نے ناول کے چند جملے پڑھے پھر دوبارہ چھپکلی کو دیکھا۔ وہ جیسے اسی جگہ پر چپک کر رہ گئی تھی۔ امامہ نے سالار کو دیکھا۔ وہ اس چھپکلی کے عین نیچے بے حد اطمینان سے اسی طرح کمبل اوڑھے اوندھے منہ لیٹا تھا۔
"سالار تم مرد کتنے بہادر ہوتے ہو۔" اس نے مردوں کو سراہنا ضروری سمجھا۔
"اور سمجھ دار بھی۔" اسے جواباً بڑبڑاہٹ سنائی دی۔
"سمجھ دار کیسے؟" وہ صفحہ پلٹتے پلٹتے چونکی۔
"چھپکلی گرتی تمہارے بیڈ پر لیکن بھاگتی میرے بیڈ کی طرف۔ اس کا منہ میرے بیڈ کی طرف ہے۔" جماہی لیتے اسی طرح آنکھیں بند کیے سالار نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔
امامہ نے سر اٹھا کر چھت کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ بیڈ سے باہر تھی۔ چھپکلی کا رخ واقعی سالار کے بیڈ کی طرف تھا۔
"تم سارے مرد بے حد خود غرض ہوتے ہو اور ایک جیسے ہوتے ہو۔"
وہ بیڈ روم سے باہر نکلتے ہوئے جتنی بلند آواز میں یہ اس سے کہہ سکتی تھی اس نے کہا۔
سالار نے بالآخر آنکھیں کھول دی تھیں۔ وہ اسے تنگ کر رہا تھا لیکن اب اسے اندازہ ہوا تھا کہ تنگ کرنے کے لیے یہ موقع شاید غلط ہے۔
دس منٹ کے بعد اسے چھپکلی کا صفایا کرنے کی اطلاع دے کر وہ اسے منا کر لاؤنج سے واپس لے گیا تھا۔ اس نے اگلے کئی دن یہ چھپکلی نہیں دیکھی تھی اور آج یہ چھپکلی پھر آئی تھی۔ یقیناً اس نے جھوٹ بولا تھا اس نے اس چھپکلی کو نہیں مارا تھا۔ وہ احمقانہ بات اس وقت اس کے لیے ایک اور پوائنٹ ہو گیا تھا۔
اگلے دن فون پر اس نے سالار کو اس چھپکلی کے دوبارہ نمودار ہونے کے بارے میں بتایا۔
"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ تم نے اسے مار دیا تھا۔" اس نے چھوٹتے ہی سالار سے کہا۔
"میں نے اسے واقعی مار دیا تھا' یہ کوئی اور چھپکلی ہو گی۔" سالار نے لاپروائی سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"نہیں 'یہ وہی چھپکلی تھی تم نے آکر اسے مارا ہوتا تو تم مجھے دکھاتے۔" وہ اپنی بات پر مصر تھی۔
سالار کا سر گھوم کر رہ گیا۔ وہ امامہ سے اس سے زیادہ احمقانہ گفتگو کی توقع نہیں رکھ سکتا تھا۔
"تم اگر کہتیں تو میں تمہیں وہ مری ہوئی چھپکلی بھی دکھا دیتا۔" اس نے تحمل کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تھی۔
"نہیں یہ وہی تھی میں اسے پہچانتی ہوں۔"
"اگر یہ وہی تھی تو اتنے دن سے کہاں تھی.....؟"
اس نے ایک الو جیکل چیز پر لاجک دینے کی کوشش کی۔
"جہاں بھی تھی مجھے نہیں پتا' لیکن تم یہی چاہتے تھے کہ میں پریشان ہوں۔"
سالار نے بے اختیار گہرا سانس لیا' وہ اس الزام کے جواب میں کیا کہتا۔ امامہ کو کچھ ہوا تھا' لیکن کیا ہوا تھا۔ یہ اسے سمجھ میں نہیں آیا۔
"تمہیں پتا ہے مجھے چھپکلی سے ڈر لگتا ہے' لیکن تم پھر بھی اسے یہاں چھوڑ کر گئے' کیونکہ تمہیں احساس نہیں ہے میرا' تم مجھے پریشان دیکھ کر خوش ہوتے ہو' تمہارے لیے ہر چیز مذاق ہے۔" اس کی کسی بات کا کوئی سر پیر نہیں تھا۔ کم از کم سالار نہیں ڈھونڈ سکا لیکن وہ اس کی "گفتگو" سنتا رہا۔

"تم ہمیشہ میرے ساتھ اس طرح کرتے ہو اور مجھے پتا ہے تم نے ہمیشہ اسی طرح کرنا ہے۔ کیونکہ تمہارے لیے صرف تمہاری اپنی اہمیت ہے اور میں تمہارے گھر کی نوکرانی ہوں یا ہاؤس کیپر۔ تم جہاں مرضی پھرو' لیکن میں ہمیشہ گھر پر رہوں' جیسے غلام رہتے ہیں۔ میں سارا دن کام کروں اور تم میرے لیے ایک چھپکلی نہیں مار سکتے۔" وہ اس بے ربط گفتگو کے اختتام پر ہچکیوں سے رو رہی تھی۔
ساری گفتگو میں ایشو کیا تھا' چھپکلی کا نہ مارا جانا۔ اس کی خود غرضی' اس کا گھر پر نہ ہونا یا گھر کے وہ کام جو اسے کرنے پڑ رہے تھے۔ وہ سمجھ نہیں سکا۔ وہ اے سے زیڈ تک جانے والی گفتگو نہیں تھی۔ X سے $\frac{1}{2}$ 3 تک جانے والی گفتگو تھی' جس کو سمجھنے کے لیے جس فارمولے کی ضرورت تھی وہ فی الحال سالار کو نہیں آتا تھا۔
اگلے پانچ منٹ' وہ بے حد تحمل سے اس کی ہچکیوں کے تھمنے کا انتظار کرتا رہا اور پھر جب بالآخر طوفان کچھ تھما تو اس نے کہا۔
"آئی ایم سوری' میرا قصور ہے۔ میں فرقان سے کہتا ہوں' ملازم کو بھیجے' وہ چھپکلی کو مار دے گا۔" فی الحال معذرت کے علاوہ اسے اس صورت حال سے نمٹنے کا کوئی اور راستہ نظر نہیں آیا۔
"نہیں' اب میں چھپکلی کے ساتھ رہوں گی تاکہ تمہیں پتا چلے۔" اس نے ناک رگڑتے ہوئے اسے کہا۔
سالار کو بے اختیار ہنسی آگئی اور اس نے کھانس کر اس ہنسی پر قابو پایا۔ وہ جلتی پر تیل نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ امامہ کا مسئلہ کیا تھا' وہ اسے سمجھ نہیں پا رہا تھا' لیکن وہ حیران تھا اگر یہ موڈ سوئنگز تھے تو یہ بدترین قسم کے تھے اور اگر یہ tantrums تھے تو سمجھ میں نہ آنے والے' لیکن پاکستان سے اتنی دور بیٹھے وہ سوچنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
فرقان کے ملازم نے آکر اس دن وہ چھپکلی ماردی تھی' لیکن اس چیز نے بھی امامہ کے دل میں کسی ممنونیت کو پیدا نہیں کیا تھا۔
اگلے دن کھانا پکاتے ہوئے اس کے ہاتھ پر چھری سے کٹ لگ گیا۔ سنک میں پانی کے نیچے انگلی رکھے اسے پھر وہ یاد آنے لگا۔
"یہ کیا ہوا ہے؟"
وہ اس دن آفس سے آنے کے بعد لاؤنج میں ٹہلتے ہوئے' فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ امامہ ڈنر کے لیے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

برتن لگا رہی تھی۔ وہ بات کرتے ٹہلتے ہوئے' کچن کاؤنٹر پر پڑے پیالے سے کچھ بینز کھا رہا تھا جب امامہ نے آکر وہاں رکھے چاول اٹھائے۔ سالار نے اس کے ہاتھ کی پشت پر چند آبلے دیکھے۔ فون پر بات سنتے سنتے' اس نے بے اختیار اس سے کہا "یہ کیا ہوا؟"

"یہ....؟" امامہ نے چونک کر اس کی نظروں کے تعاقب میں اپنا ہاتھ دیکھا۔

"کچھ نہیں کھانا بنا رہی تھی تو آئل کے کچھ چھینٹے گر گئے۔" اس نے لاپروائی سے بتایا۔

وہ اسی طرح فون پر بات سنتے ہوئے' اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھنے لگا۔ پھر اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ اسی طرح فون پر بات کرتے لاؤنج سے غائب ہو گیا۔ وہ فریج سے پانی نکال رہی تھی' جب وہ دوبارہ نمودار ہوا۔ اسی طرح فون پر اسٹاک مارکیٹ کے کسی ایشو پر بات کرتے ہوئے' اس نے امامہ کا ہاتھ پکڑ کر چند لمحوں میں اس پر مرہم لگایا اور پھر اسی طرح دوبارہ چلا گیا۔ وہ ہل نہیں سکی تھی۔ اتنے سالوں میں اس کے کسی زخم پر رکھا جانے والا وہ پہلا مرہم تھا۔ وہ اتنے سالوں میں شاید بے حس ہو گئی تھی.... چھوٹی چھوٹی تکلیفوں اور چوٹوں پر رونا اور ان کی پروا کرنا' اس نے چھوڑ دیا تھا۔ اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ کسی زخم کو مندمل کرنے کے لیے بھی کچھ کیا جاتا تھا۔ مرہم دوسرے رکھتے ہیں اور اس کی زندگی میں کوئی دوسرا رہا ہی نہیں تھا۔

کھانا کھاتے ہوئے سالار کی نظر ایک بار پھر اس کے ہاتھ پر پڑی تھی اور اس نے قدرے خفگی کے عالم میں اس سے کہا۔

"اگر اسی وقت ہاتھ پر کچھ لگا لیتیں تو یہ آبلے نہ پڑتے۔"

"مجھے اس سے تکلیف نہیں ہوئی۔"

"مگر مجھے تکلیف ہو رہی ہے سویٹ ہارٹ!"

وہ اس سے نظریں ملا کر جواب نہیں دے سکی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اسے تکلیف ہو رہی ہو گی اور اس مرہم سے زیادہ ٹھنڈک اس کے اس جملے نے پہنچائی تھی اسے' "تو اب کوئی تھا' جسے اس کے ہاتھ پر آنے والے ایک معمولی زخم پر بھی تکلیف ہوتی تھی۔"

اس کے ہاتھ پر چھوٹے موٹے زخموں کے کئی نشان تھے۔ وہ ان میں سے ان زخموں کو بڑی آسانی سے پہچان سکتی تھی جو اس گھر میں آنے کے بعد لگے تھے۔ ان زخموں میں اسے تکلیف ہوئی تھی اور یہ تکلیف اس لیے ہوئی تھی کیونکہ ہر بار کسی نے بڑے پیار سے ان پر کچھ لگایا تھا یا لگانے کو کہا تھا۔

جیل' مرہم' پلاسٹ' اسپرٹ' اینٹی سیپٹک کریم۔ وہ در د کے احساس سے جیسے دوبارہ آشنا ہو رہی تھی اور اب اتنے مہینوں کے بعد یہ پہلا کٹ تھا جس کے بارے میں اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں تھا اور اسے وہ "پوچھنے والا" ایک بار پھر بری طرح یاد آیا تھا۔

دوسرے ہفتے کے اختتام تک وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی بری طرح جھنجلانے لگی تھی۔ ملازمہ کے ساتھ' مالی کے ساتھ' اس گھر میں آنے والے فرقان کے بچوں کے ساتھ اور خود سالار کے ساتھ۔

"امامہ! کیا ہو رہا ہے تمہیں.... ؟ سب ٹھیک ہے نا؟" سالار کو بالآخر اس سے بہت ڈائریکٹ ہو کر پوچھنا پڑا تھا۔

"کیا ہونا ہے مجھے؟" وہ اس کے سوال پر بری طرح چڑی۔

"وہی تو پوچھ رہا ہوں میں۔" اس نے تحمل سے کہا۔

"کچھ نہیں ہو رہا مجھے...."

"پھر تم...." وہ بات کرتے کرتے رک گیا۔ یہ کہنا ذرا مشکل تھا کہ وہ اس کے ساتھ تلخ ہو رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"پھر میں کیا۔۔۔؟" امامہ نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"کچھ نہیں' میں ابھی دو تین دن تک تم کو فون نہیں کر سکوں گا۔"

"کیوں؟" وہ بری طرح بگڑی۔ "اتنا بھی کیا کام ہے کہ تم مجھے چند منٹ کے لیے بھی کال نہیں کر سکتے۔"

"میں تمہیں ای میل کر دیا کروں گا' اگر وقت ملا تو کال بھی کر لوں گا۔۔۔ لیکن شاید نہ کر سکوں۔" وہ تحمل سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"تم ای میل بھی نہ کرو مجھے' اس سے اور بھی وقت بچے گا تمہارا۔"

اس نے بے حد خفگی کے عالم میں فون بند کر دیا۔ اسے سالار پر بری طرح غصہ آرہا تھا۔ چند منٹوں کے بعد دوبارہ کال آنے لگی تھی۔ وہ کال ریسیو نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اسے ریسیو کرنا پڑی۔

"تم نے فون بند کیا تھا؟" وہ دوسری طرف حیرانی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔"

"کیوں؟"

"تاکہ تمہارا وقت ضائع نہ ہو۔ میں نے کل ایک میگزین میں پڑھا تھا کہ جن مردوں کو احساس کمتری ہوتا ہے' وہ اپنی بیویوں کو اپنی جھوٹی مصروفیات کے قصے سناتے رہتے ہیں۔" سالار نے کچھ ہکابکا ہو کر اس کا جملہ سنا تھا۔ اسے اس بات کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہیں آیا۔ "تاکہ ان کی بیویوں کو یہ امپریشن ملے کہ وہ بہت اہم ہیں اور دنیا ان کے بغیر نہیں چل سکتی۔" سالار نے اسی الجھن میں اس کے باقی جملے بھی سنے تھے۔ "اس سے ان کی self esteem بڑھتی ہے۔"

اس نے آخری جملہ کہہ کر کچھ دیر سالار کے ردعمل کا انتظار کیا۔ وہ خاموش تھا۔

"ہیلو۔۔۔" امامہ کو خدشہ ہوا کہ شاید کال ڈراپ ہو گئی ہے۔

"میں سن رہا ہوں' اس میگزین میں بس اتنا ہی لکھا تھا؟"

وہ سنجیدہ لگ رہا تھا لیکن بات سنجیدہ نہیں تھی۔

"ہاں۔"

"لنڈ۔۔۔ ڈینٹسٹ کے پاس گئی تھیں تم؟" اس نے کسی ردعمل کا اظہار کیے بغیر بات بدلی تھی۔

امامہ کی جھنجلاہٹ میں اضافہ ہوا۔ وہ ایسا نہیں چاہتی تھی' وہ اس سے بحث کرنا چاہتی تھی۔

دو گھنٹے کے بعد اس نے ان دو ہفتوں پر پروگرام چارٹ اسے ای میل کر دیا۔ کانفرنس کی آرگنائزنگ باڈی کی طرف سے شرکا کو بھیجے ہوئے اس ڈاکومنٹ کو پڑھنے میں اسے کم سے کم پندرہ منٹ لگے۔ اس کے پندرہ دن کا شیڈول واقعی بہت hectic تھا۔ یہ ای میل اسے اس کے کس جملے کی وجہ سے کی گئی تھی' وہ اندازہ کر سکتی تھی لیکن اس کے باوجود اس نے جوابی ای میل میں اس شیڈول کے بارے میں ایک لفظ کہا' نہ ہی اپنی شرمندگی کا اظہار کیا۔

"تم نے فرقان کے گھر ڈنر پر جانا کیوں چھوڑ دیا؟" سالار نے اس دن اس سے پوچھا۔

"میری مرضی۔"

وہ کہنا چاہتی تھی کہ ڈنر ٹیبل پر فرقان کو یا اس کی بیٹی کو دیکھتے ہوئے' اسے وہ یاد آتا تھا اور وہ ہر روز ڈنر کے بعد کچھ زیادہ اپ سیٹ ہو رہی تھی' اس لیے اس نے وہاں جانا چھوڑ دیا تھا لیکن وہ یہ سب نہیں کہہ سکتی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم بہت بہادر ہو' اکیلے رہ سکتی ہو تو ڈنر کرنا بھی تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ پھر بھی ان کے گھر چلی جاتیں تو کوئی ایکٹویٹی ہوتی تمہارے پاس' ان بے کار ناولز کو پڑھنے کے علاوہ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"تمہیں کیا پروا ہے؟" اس نے سالار کے جملے پر جز بز ہو کر کہا تھا۔
"مجھے تمہاری پروا ہے۔۔۔ یہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر بیٹھنا چھوڑ دو۔" وہ سنجیدہ تھا۔
"تم نے مجھے نصیحتیں کرنے کے لیے فون کیا ہے؟" وہ جھنجلائی۔
"ہاں۔"
"تو کرتے رہو۔"
"تم پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔۔۔ یہی کہنا چاہتی ہو تم؟"
"تم باہر جا کر مجھ سے مس بی ہیو کرنے لگے ہو۔"
"کیا؟" سالار کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔
"میں بار بار نہیں دہرا سکتی اپنی بات۔" اس نے سرد مہری سے کہا۔
"میں مس بی ہیو کر رہا ہوں تمہارے ساتھ؟" اس نے بے یقینی سے اس سے پوچھا۔
"ہاں۔" جواب بالکل دو ٹوک تھا۔ سالار نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔
"میں اگر تمہیں کوئی عقل کی بات سمجھاتا ہوں تو میں مس بی ہیو کرتا ہوں تمہارے ساتھ؟"

"اب تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ میں بے وقوف ہوں؟" سالار کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔
"میں نے کب کہا تم بے وقوف ہو؟"
"اب تم مجھ کو جھوٹا کہہ رہے ہو؟" وہ بے بسی سے ہنس پڑا۔
"کیا ہوا ہے تمہیں امامہ؟"
"اب تم کہہ دو میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔"
"پانی پیو۔۔۔"
"کیوں پیوں؟"
"اچھا مت پیو۔۔۔ موسم کیسا ہے باہر کا؟"
وہ اب موضوع بدلنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر وہ امامہ کے رد عمل پر بری طرح حیران تھا۔
"امامہ! کوئی پریشانی ہے تمہیں؟" وہ اگلے دن نوشین کے ساتھ اس کے کہنے پر فورٹریس آئی تھی، جب ساتھ چلتے چلتے نوشین نے اچانک اس سے پوچھا۔ وہ بری طرح چونکی، پھر اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔
"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ کیوں؟"
"پھر اس طرح گم صم کیوں ہو؟" نوشین کے لہجے میں تشویش تھی۔
"نہیں میں۔۔۔ میں کچھ سوچ رہی تھی۔"
"سالار کے ساتھ تو بات ہوتی ہے تمہاری۔۔۔؟ کوئی جھگڑا تو نہیں ہے؟"
"نہیں تو۔۔۔ روز بات ہوتی ہے۔" اس نے بے اختیار مسکرانے کی کوشش کے ساتھ ہی ڈمیلے پر لگے ایک سوٹ کی طرف نوشین کو متوجہ کیا۔ وہ اسے یہ کیسے بتاتی کہ یہاں اس کے ساتھ پھرتے ہوئے اسے سالار بری طرح یاد آ رہا ہے۔ وہ ہفتے میں دو یا تین بار اس کے ساتھ وہاں آ کر کافی یا چائے پیتے ہوئے اسی طرح ونڈو شاپنگ کرتے تھے، جس طرح اب وہاں سے گزرتے ہوئے کچھ دوسرے جوڑے کر رہے تھے۔ وہ اسے کیسے نہ یاد آتا؟

۞ ۞ ۞

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"میگزین میں آج تم نے کچھ نہیں پڑھا ان مردوں کے بارے میں جو احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں اور اپنی بیویوں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟" سالار نے اگلے دن فون پر اس سے بات کرتے ہوئے اسے چھیڑا۔
امامہ کا موڈ بری طرح آف ہوا۔
"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو کہ ایسے مرد نہیں ہوتے اور میں نے فضول بات کی ہے۔"
"میں مذاق کر رہا تھا امامہ۔" وہ کچھ محتاط ہوا۔
"ایک سنجیدہ بات کو مذاق میں لے رہے ہو تم۔"
"کون سی سنجیدہ بات۔ ؟ امامہ! تم آج کل کون سے میگزین پڑھ رہی ہو؟" وہ کہے بغیر نہیں رہ سکا۔
"تمہیں اس سے کیا؟" وہ مزید بگڑی۔
"اگر تم مجھے اس طرح کے اسٹوپڈ ایکسپرٹس سناؤ گی تو میں پوچھوں گا تو سہی نا؟"
وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ بحث کرنے لگا تھا۔ اب تقریباً" ہر روز یہی کچھ ہو رہا تھا۔ پچھلے چار دن سے فون کال کے اختتام پر اسے معذرت کر کے فون بند کرنا پڑ رہا تھا۔ یہ بھی صرف اس لیے تھا کیونکہ وہ وہاں اپنی عدم موجودگی میں اس سے کوئی جھگڑا کر کے فون بند نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ خود اس کے لیے بہت مشکل کا باعث ہوتا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ امامہ کو کیا ہوا ہے۔ وہ ناراض پہلے بھی ہوتی تھی مگر اس طرح کی باتوں پر کبھی نہیں ہوتی تھی۔

☼ ☼ ☼

سالار اگر اس کے بنتے بگڑتے موڈ کو نہیں سمجھ پا رہا تھا تو وہ خود بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ وہ سارا دن اس کے بارے میں سوچ سوچ کر اداس ہوتی رہتی اور اس سے بات کرتے ہوئے وہ بلاوجہ اس سے جھگڑتی۔ اسے اس پر شدید غصہ آتا تھا اور کیوں آتا تھا' یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔
وہ کئی سالوں بعد اتنے لمبے ڈپریشن کا شکار ہوئی تھی اور زندگی میں پہلی بار تین ہفتوں میں وہ ایک ناول بھی مکمل نہیں کر پائی تھی' پینٹنگ تو خیر دور کی بات تھی۔
وہ سارا دن ٹی وی آن کیے اس کی کال کے انتظار میں بیٹھی رہتی یا پھر کمپیوٹر آن کیے پرانی ای میلز پڑھتے ہوئے کسی نئی ای میل کے لیے بیٹھی رہتی۔ چند لائنز کی وہ ای میلز جن میں وہ اس کا حال پوچھتا تھا اور اپنی ایکٹیوٹی بتاتے ہوئے اس سے پوچھتا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے' وہ ان ای میلز کو درجنوں بار پڑھتی۔ ایک لمبا چوڑا جواب لکھ کر اس کی ای میل کے انتظار میں ساری ساری رات اس کی چیزیں نکال کر صاف کر کے ری ارینج کرتی رہتی یا پھر اس کی کولیکشن میں موجود چارلیز تھیرون کی موویز دیکھتی رہتی۔ یہ واقعی بے بسی کی حد تھی کہ اسے وہ ایکٹریس بھی اب بری لگنا بند ہو گئی تھی' جس کو وہ پہلے سالار کے سامنے دیکھنا پسند نہیں کرتی تھی۔
ہر روز کھانے کی ٹیبل پر وہ اس کے برتن بھی لگا دیتی' یہ جیسے کھانے کی ٹیبل پر اپنی تنہائی دور کرنے کی کوشش تھی۔
رات کو سونے کے لیے اپنے بستر میں لیٹے' وہ لائٹ آف کرنے کے بعد بھی کروٹ لیے' کتنی کتنی دیر اس کے بستر اور سرہانے کو دیکھتی رہتی۔ وہ سونے سے پہلے لائٹ آف کرنے کے بعد بھی' اس سے کچھ دیر باتیں کیا کرتا تھا اور اب یہ خاموشی اس کے اعصاب کو بری طرح مضمحل کر رہی تھی۔
عید کے لیے اسلام آباد جانے تک گھر کی اس خاموشی اور تنہائی نے اسے مکمل طور پر حواس باختہ کر دیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

اسلام آباد سے آنے کے بعد بھی اس نے خود کو بہتر محسوس نہیں کیا تھا۔ سالار کی پوری فیملی میں سے صرف عمار اور یسریٰ عید منانے کے لیے وہاں موجود تھے' باقی افراد بیرون ملک تھے۔ پچھلی عید جیسی رونق اس بار وہاں نہیں تھی۔

سالار نے طیبہ کو اس کی عید کی شاپنگ کروانے کے لیے کہا تھا۔ وہ بڑے بجھے دل کے ساتھ ان کے ساتھ چلی گئی تھی' لیکن پچھلی عید جیسا اشتیاق اس بار اسے کپڑوں کے لیے نہیں تھا۔ اسلام آباد آکر یہ بھی پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے گیسٹ روم کی کھڑکی سے لگ کر اپنے گھر والوں میں سے کسی کے نظر آنے کا انتظار بھی نہیں کیا تھا۔

عید کی صبح پہلے کی طرح اس بار بھی وہ سالار کی کال پر ہی اٹھی تھی۔ وہ مانٹریال میں اپنا سیشن ختم کر کے کچھ دیر پہلے ہوٹل آیا تھا۔

"کون سے کپڑے پہن رہی ہو تم آج؟" اس نے مبارک باد دینے کے بعد اس سے پوچھا۔

"تمہیں بتانے کا فائدہ؟" اس نے بیڈ کے کراؤن کے ساتھ پشت ٹکاتے ہوئے کہا۔

"میں تصور کرنا چاہ رہا ہوں کہ تم کیسی لگ رہی ہو گی؟"

"میرے سامنے تم نے کبھی میرے کپڑوں کو غور سے دیکھا تک نہیں' اب وہاں بیٹھ کر کیا تصور کرو گے؟"

"امامہ! ہم کم از کم آج آرگیو نہیں کریں گے۔" سالار نے مداخلت کرتے ہوئے جیسے پیشگی جنگ بندی کا اعلان کیا۔ "تمہیں کیا چاہیے آج؟ فلاورز اور کیک تو ممی سے میں نے کہا ہے تمہارے لیے' کچھ اور چاہیے؟"

"نہیں۔" وہ بے حد اداس تھی۔

"مجھے مس تو نہیں کر رہیں تم؟" سالار نے مذاق کیا تھا لیکن اس نے جیسے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا تھا۔ اس نے اپنی آستین کے ساتھ آنکھوں کو رگڑ کر صاف کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اس کی خاموشی پر غور کیے بغیر بات کر رہا تھا۔ کینیڈا میں عید پہلے ہی ہو چکی تھی اور وہ عید کے دن بھی کانفرنس اٹینڈ کرتا رہا۔ وہ زندگی میں کئی عیدیں اسی طرح گزار چکا تھا۔ پچھلی عید اسے کم از کم اس عید والے دن اپنی مصروفیات کی وجہ سے یاد نہیں آسکی تھی' لیکن پچھلی عید امامہ کو پچھلے دو دن سے تنگ کر رہی تھی۔

"کب کی فلائٹ ہے تمہاری؟" اس نے کوشش کی تھی کہ اس کی آواز بات کرتے ہوئے نہ بھرائے' یہ احمقانہ چیز تھی' باقی چیزوں پر رونا ٹھیک تھا۔ لیکن کم از کم وہ اس کے سامنے اس کے نہ ہونے کے لیے نہیں رو سکتی تھی۔ وہ بڑی شرمندگی محسوس کرتی اگر وہ یہ جان جاتا کہ.....

وہ اب اسے فلائٹ کا بتا رہا تھا۔

"تم نے مجھے کپڑوں کا کلر نہیں بتایا؟" سالار کو بات کرتے کرتے یاد آیا۔ "تم نے ممی کے ساتھ جا کر کپڑے لیے تھے؟"

"ہاں لیے ہیں میں نے..... جو آج پہنوں گی وہ ہیزل گرین ہے۔"

"ہیزل گرین؟" وہ بے اختیار اٹکا۔ "وہ تو آنکھیں ہوتی ہیں۔"

"آنکھوں کا کلر ہوتا ہے۔" ہمیشہ کی طرح اس نے تصحیح کی۔

"اوہ..... آج میں جینفر کی آنکھوں کو غور سے دیکھوں گا۔" اس نے ڈنر پر اپنی کسی ساتھی کا نام لیا۔

"کیوں؟"

"اس کی آنکھوں میں مجھے اپنی وائف کے کپڑوں کا کلر نظر آئے گا۔" وہ سنجیدہ تھا۔ وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"امامہ! جب سے میں یہاں آیا ہوں' آج پہلی بار تم ہنسی ہو۔" سالار نے اس کی ہنسی کو نوٹس کیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"اور شادی کے بعد اتنے مہینوں میں یہ پہلا فکر ہے جسے تم نے Identify کیا تھا اور وہ بھی کسی عورت کی آنکھوں کی وجہ سے۔"

"تم جیلس ہو رہی ہو؟" وہ بھی ہنس پڑا تھا۔

"ہاں اب بس یہی تو ایک کام رہ گیا ہے میرے کرنے کے لیے۔"

اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"یعنی نہیں ہو رہیں یا نہیں ہو سکتیں؟"

وہ پوچھ رہا تھا اور وہ جواب نہ دے سکی۔ اس کی خاموشی پر وہ ہنسا تھا۔

"اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے؟" وہ کچھ جز بز ہوئی تھی۔

"اپنی خوش فہمی پر ہنسا ہوں تم کم از کم کسی عورت سے میرے لیے تو جیلس نہیں ہو سکتیں۔"

وہ اسے تنگ کر رہا تھا اور وہ جانتی تھی اس کا اشارہ رمشہ کی طرف تھا۔

"تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ کب آ رہے ہو؟"

اس نے بات بدلنا بہتر سمجھا تھا اور وہی گھسا پٹا سوال کیا جو وہ اس سے کرتی آ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ عید کے دوسرے دن رات کی فلائٹ سے واپس لاہور آ گئی تھی۔ کیونکہ اگلی رات آٹھ بجے کی فلائٹ سے وہ واپس آ رہا تھا۔ وہ زود رنجی اور حساسیت جو پچھلے چار ہفتوں سے اسے ناخوش رکھے ہوئے تھی، وہ یک دم جیسے کہیں غائب ہو گئی تھی۔

اور چار ہفتے کے بعد بالآخر اس نے کیک کا وہ ٹکڑا اور وہ کین ڈسپوز آف کر دیے۔

اگر فرقان کو سیدھا ہاسپٹل سے ایئرپورٹ نہ جانا ہوتا تو وہ خود اسے ریسیو کرنے چلی جاتی، وہ کچھ اتنی ہی ایکسائیٹڈ ہو رہی تھی۔

نو بج کر پینتالیس منٹ پر بالآخر ڈور بیل بجی، اسے دروازے تک پہنچنے میں سیکنڈز لگے تھے۔

"خدایا! کیا خوشی اس کو کہتے ہیں جو اس شخص کے چہرے پر پہلی نظر ڈالتے میں نے محسوس کی ہے؟" اس نے دروازہ کھول کر ڈور ہینڈل پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھے سالار کو دیکھ کر اچنبھے سے سوچا تھا۔

فرقان سے باتیں کرتا دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ سیدھا ہوا اور ان دونوں کی نظریں ملیں۔ وہی گرم جوش مسکراہٹ جس کی وہ عادی تھی اور ہمیشہ کی طرح سلام میں بھی پہل اسی نے کی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی چند لمحوں کے لیے جیسے ساکت ہو گئی تھی۔

"امامہ! سامان کی ڈلیوری دینے آیا ہوں، چیک کر لو، کوئی بریکیج یا ڈیمیج تو نہیں ہے۔" فرقان نے ایک سوٹ کیس کھینچ کر اندر لے جاتے ہوئے اس کو چھیڑا۔ سالار مسکرایا تھا۔

امامہ نے سلام کا جواب دینے کی کوشش کی تھی، لیکن اس کے گلے میں کوئی گرہ لگنے لگی تھی۔ بات گلے کی گرہ تک رہتی تو ٹھیک تھی، لیکن آنکھوں میں پانی کیسے اور کیوں آ گیا تھا؟ وہ آگے بڑھا اور اس نے ہمیشہ کی طرح اسے گلے لگایا، جیسے وہ آفس سے آنے کے بعد لگایا کرتا تھا۔ بے اختیار، بے ساختہ آنسوؤں کا ایک اور ریلا آیا۔ یہی چیز تو وہ ڈھونڈتی پھر رہی تھی پچھلے چار ہفتوں سے، یہی نرم لمس، اپنے گرد بازوؤں کا یہی حصار۔ اس کے ساتھ لگے اس نے پہلی بار محسوس کیا کہ اس کے جسم سے اٹھتی کلون کی مہک، ڈریسنگ ٹیبل پر کلون کی شیشی سے اٹھتی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

مہک سے بالکل الگ تھی۔ وہ اس کے جسم پر لگنے کے بعد زیادہ مسحور کن تھی' زیادہ جان لیوا تھی۔

"کیسی ہو تم؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ گلے کی گرہیں اور بڑھ گئی تھیں۔ اس نے اب اسے خود سے الگ کیا اور اس کا چہرہ اور آنسو دیکھے۔

"کیا ہوا؟" وہ ٹھٹکا اور سوٹ کیس اندر لے جاتے ہوئے فرقان نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

"میں ابھی... ابھی سلاد کے لیے پیاز کاٹ رہی تھی۔" اس نے کچھ گھبراہٹ میں مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ پھر شاید اسے خود ہی یہ بہانہ کمزور لگا۔ "وہ سر میں بھی کچھ درد تھا... اور فلو تھا۔" وہ فرقان کی مسکراتی ہوئی نظروں سے کچھ گڑبڑائی تھی۔

سالار نے فرقان کو نظرانداز کیا اور اسے ایک بار پھر ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو یار! کوئی میڈیسن لینی چاہیے تھی۔"

"کوکنگ رینج پر کچھ رکھ کر آئی ہوں۔" وہ رکے بغیر کچن میں چلی آئی۔

اس کے سامنے کھڑے رہ کر اس سے نظریں ملا کر جھوٹ بولنا بڑا مشکل ہو گیا تھا۔ سنک میں چہرے پر پانی کے چھپاکے مارنے کے بعد اس نے کچھ پانی پیا۔ آواز کی تھرتھراہٹ صرف اسی طرح ختم ہو سکتی تھی۔ وہ دونوں اب اس کے عقب' لاؤنج میں' کچن کاؤنٹر کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے اور ان میں سے کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اپنا چہرہ کچن رول سے تھپتھپا کر اس نے چند گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔

"بیٹھو! کھانا کھا کر جانا۔" وہ جب لاؤنج میں آئی تو سالار' فرقان سے کہہ رہا تھا۔

"نہیں' اس وقت نہیں' کھانے پر انتظار کر رہے ہوں گے بچے۔ کچھ دنوں کے بعد چلیں گے کہیں ڈنر کے لیے۔" وہ بیرونی دروازہ کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ سالار دروازے تک اسے چھوڑنے گیا۔ وہ کچن میں آ کر کھانے کے برتن نکالنے لگی۔

وہ دروازے سے واپسی پر کچن میں سیل فون پر بات کرتے ہوئے آیا تھا' فون پر سکندر تھے۔ امامہ نے اسے کچن کاؤنٹر پر رکھی پانی کی بوتل کو کھولتے دیکھا۔ فون کندھے اور کان کے بیچ دبائے اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا۔ امامہ نے اس کے گلاس کی طرف جانے سے پہلے' ایک گلاس لا کر اس کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ سالار کے ہاتھ سے بوتل لے کر اس نے گلاس میں اس کے لیے پانی ڈالا۔ سالار نے سکندر سے بات کرتے ہوئے سر کے اشارے سے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"پاپا خیریت پوچھ رہے ہیں تمہاری۔"

فریج کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ مسکرائی۔

"میں اب ٹھیک ہوں۔" سالار نے اس کے جملے پر غور کیے بغیر سکندر تک اس کا جملہ پہنچا دیا۔

کاؤنٹر پر پڑے سلاد میں سے سیب کا ایک ٹکڑا کانٹے سے اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے' وہ اسی طرح فون پر سکندر سے بات کرتے ہوئے کچن سے نکلا۔ امامہ نے اسے ٹیرس کا دروازہ کھول کر ٹیرس کے پودوں پر نظر دوڑاتے دیکھا۔ ٹیبل پر برتن رکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر نمی آنے لگی۔ ایک مہینہ کے بعد یہ جگہ اسے "گھر" لگی تھی اور اس کی وجہ گھر میں گونجتی وہ "آواز" اور ادھر سے ادھر جاتا اس کا وجود تھا۔ برتن رکھنے کے باوجود وہ جیسے بے اختیاری کے عالم میں ٹیبل کے پاس کھڑی' فون کان سے لگائے' سالار کو ٹیرس پر ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ بات محبت کی نہیں' عادت کی تھی۔ اسے اس کی عادت ہو گئی تھی اور عادت بعض دفعہ محبت سے بھی زیادہ جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

اسے اچانک خیال آیا کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے کپڑے تبدیل کرے گا۔ بیڈ روم میں جا کر وہ اس کے لیے کپڑے نکال کر واش روم میں لٹکا کر آئی۔

وہ واش روم سے نکل رہی تھی جب وہ بیڈ روم میں داخل ہوا۔

"میں شاور لے کر کھانا کھاؤں گا۔" اس نے جیسے اعلان کیا تھا۔

وہ نہ بھی کہتا پھر بھی وہ جانتی تھی' وہ سفر سے واپسی پر ہمیشہ نہا کر ہی کھانا کھاتا تھا۔

"میں نے تمہارے کپڑے اور تولیہ رکھ دیے ہیں اور یہ میں تمہارے لیے نئے سلیپرز لے کر آئی تھی۔" وہ سلیپرز کا ڈبا شو ریک سے نکالتے ہوئے بولی۔

"رہنے دو امامہ! میں خود ہی نکال لوں گا۔"

رسٹ واچ اتارتے ہوئے اس نے امامہ کو منع کیا۔ اسے کبھی بھی کسی دوسرے کا اپنا جوتے اٹھانا پسند نہیں تھا' وہ جانتی تھی۔ لیکن اس کے منع کرنے کے باوجود وہ سلیپرز نکال لائی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا۔" اس نے سلیپرز اس کے پاس رکھ دیے۔

وہ اب بیڈ پر بیٹھا اپنے جوتے اور جرابیں اتار رہا تھا اور وہ بے مقصد اس کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ شادی کے اتنے مہینوں میں آج پہلی بار وہ اس طرح بے مقصد اس کے پاس کھڑی تھی۔ سالار نے کچھ حیرانی سے نوٹس کیا تھا۔

"یہ ییلو کپڑے تم نے میرے انتظار میں پہنے ہیں؟" اس نے جرابیں اتارتے ہوئے امامہ کو چھیڑا۔ وہ بے وجہ ہنسی۔ وہ مسٹرڈ کو ییلو کہہ رہا تھا' لیکن آج اس نے اس کی تصحیح نہیں کی اور اس نے آج بھی اس کی تعریف نہیں کی تھی' مگر اسے یہ بھی برا نہیں لگا تھا۔

"نائس سلیپرز!" اپنی جرابیں اور جوتے اٹھاتے ہوئے اس نے سلیپرز پہنے اور امامہ سے کہا۔

"میں رکھتی ہوں۔" امامہ نے جوتے اور جرابیں اس سے لینے کی کوشش کی۔

"کیوں یار' پہلے کون رکھتا ہے؟" سالار نے کچھ حیرانی سے اسے روکا' امامہ رک گئی۔ واقعی وہ اپنے جوتے خود اٹھانے کا عادی تھا۔ جوتے شو ریک میں رکھتے ہوئے اس نے لانڈری باسکٹ میں جرابیں ڈالیں اور واش روم میں گھس گیا۔

امامہ نے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر پڑی اس کی رسٹ واچ اور سیل فون کو دیکھا۔ ہر خالی جگہ بھرنے لگی تھی۔

وہ جب تک نہا کر آیا امامہ کھانا لگا چکی تھی۔ سالار نے ڈائننگ ٹیبل پر نظر ڈالتے ہی بے اختیار کہا۔

"امامہ! کیا کیا پکا رکھا ہے یار!"

"جو' جو تمہیں اچھا لگتا ہے۔" اس نے سادگی سے کہا۔

"مجھے....؟" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے ٹیبل پر پھیلی ہوئی ڈشز دیکھ کر جیسے کسی سوچ میں پڑا۔

"تم نے اپنا وقت ضائع کیا۔"

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ پورے دن کی محنت پر بولے جانے والے اس جملے پر بری طرح ناراض ہوتی' لیکن آج اسے کچھ برا نہیں لگ رہا تھا۔ کسی بات پر غصہ نہیں آرہا تھا' وہ اتنی ہی سرشار تھی۔

"میں نے اپنا وقت تمہارے لیے استعمال کیا۔" اس نے مدھم آواز میں سالار کی تصحیح کی۔

"لیکن تم تھک گئی ہو گی....؟"

"نہیں.... کیوں تھکوں گی میں؟" اس نے چاولوں کی ڈش سالار کی طرف بڑھائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

سالار نے اس کی پلیٹ میں ہمیشہ کی طرح پہلے چاول ڈالے۔ اپنی پلیٹ کے ایک کونے میں پڑے ان چاولوں کو دیکھ کر اس کا دل بھر آیا تھا۔ تو اتنے دنوں سے یہ ایک چیز تھی جو وہ مس کر رہی تھی کھانے پر۔ اور یہ "ایک" چیز نہیں تھی۔ وہ اب اپنی پلیٹ میں چاول ڈال رہا تھا۔ ایک مہینے کے بعد وہ اس کے اتنے قریب بیٹھی تھی۔ کھانا سرو کرتے اس کے ہاتھ دیکھ رہی تھی۔ سفید شرٹ کی آستینیں موڑے اس کے ہاتھوں نے ہمیشہ کی طرح اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ اس کا دل بے اختیار اس کے ہاتھ چھونے کو چاہا۔ اس نے بمشکل نظر ہٹائی، خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اس کے لیے یہ یک دم بہت مشکل ہو رہا تھا کہ وہ اس کے قریب ہو اور وہ صرف کھانے کی طرف متوجہ رہے۔

"پینٹنگز مکمل ہو گئی ہیں تمہاری؟"

وہ کھانا شروع کرتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔ امامہ نے چونک کر ٹیبل پر پڑا کانٹا اور چمچ اٹھایا۔

"کون سی پینٹنگز؟" اس نے بے خیالی میں کہا، وہ ٹھٹکا۔

"تم بنا رہی تھیں نا کچھ؟" اس نے یاد دلایا۔

"یہ بھی لو۔" جواب دینے کے بجائے اس نے ایک اور ڈش اس کی طرف بڑھائی۔

"ڈر تو نہیں لگا تمہیں یہاں اکیلے رہتے ہوئے؟" سالار نے اس سے پوچھا۔

"کھانا اچھا ہے؟" امامہ نے ایک بار پھر جواب گول کیا۔ وہ مزید جھوٹ نہیں بول سکتی تھی، بالکل ویسے ہی جیسے وہ سچ نہیں بول سکتی تھی۔

"ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

"کتنے ناولز پڑھے تم نے؟" وہ اب پوچھ رہا تھا۔

"یہ چوپس بھی ہیں۔" اس نے ایک اور ڈش سرو کی۔

"تمہاری فلائٹ ٹھیک رہی؟"

اس سے پہلے کہ وہ اس سے کوئی مشکل سوال کرتا، اس نے پوچھنا ضروری سمجھا تھا۔

"ہاں! اوور آل کچھ bumpy رہی... لیکن ٹھیک ہی تھی۔" اس نے بتایا۔

"اور کانفرنس بھی اچھی رہی؟"

"ایکسی لینٹ" اس نے بے اختیار کہا۔

"کیا روٹین تھی تمہاری؟" وہ اسے موضوع سے ہٹانے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔

"میری روٹین..." وہ سوچ میں پڑی۔

"ہاں! کیا کیا کرتی تھیں سارا دن؟" وہ اب چپاتی کا ٹکڑا توڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"جو پہلے کیا کرتی تھی۔" اس نے نظریں چرا کر ایک اور ڈش اس کی طرف بڑھائی۔

"لیکن تب تو بہت زیادہ وقت ہوتا ہوگا تمہارے پاس۔" اس نے کریدا تھا۔

"بالکل ساری شام، ساری رات۔"

"پھر تو عیش ہو گئے ہوں گے تمہارے؟" اپنی پلیٹ میں قورمہ نکالتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا۔

امامہ نے جواب دینے کے بجائے اپنی پلیٹ کو دیکھا جس میں چیزوں کا ڈھیر بالکل اسی طرح پڑا تھا۔ اس سے کچھ کھایا نہیں جا رہا تھا۔ سالار کو اتنی رغبت کے ساتھ کھاتے دیکھ کر اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا پیٹ بھر رہا ہو۔

"تم سعیدہ اماں کو یہاں لے آتیں۔" سالار نے یک دم اس سے کہا۔ اسے پتا نہیں کیا خیال آیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"میں نے کہا تھا ان سے 'لیکن تمہیں تو پتا ہے' وہ اتنے دنوں کے لیے اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتیں۔"
اس نے جواب دیا۔
"That's understandable۔" سالار نے کھانا کھاتے ہوئے بے اختیار ایک نوالہ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ آخری لقمہ ہمیشہ اسے ہی کھلاتا تھا۔ ایک لمحے کے لیے وہ ٹھٹکی پھر اس نے لقمہ منہ میں لے لیا 'لیکن وہ اسے چبا نہیں سکی۔ وہ لقمہ جیسے آخری حد ثابت ہوا 'وہ بے اختیار رو پڑی۔ وہ پانی پیتے پیتے ایک دم رک گیا۔
"کیا ہوا؟" وہ ہکا بکا تھا۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔
"کیا ہوا ہے امامہ؟" وہ بری طرح بدحواس ہوا۔ کم از کم اس وقت اس طرح کی گفتگو کے دوران آنسو...؟ وہ ان کی وجہ تلاش نہیں کر سکا۔
ایک دفعہ آنسو بہ جانے کے بعد سب کچھ آسان ہو گیا تھا۔ مزید رونا 'بے بسی کا اظہار اور کمزوری کا اعتراف۔
اب مزید دیواریں کھڑی رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔
"فار گاڈ سیک... تم پاگل کر دو گی مجھے 'کیا ہوا ہے...؟ سب کچھ ٹھیک رہا میرے بعد؟ کسی نے تمہیں پریشان تو نہیں کیا؟" وہ اب مکمل طور پر حواس باختہ تھا۔ ٹشو پیپر سے آنکھیں رگڑتے ہوئے امامہ نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے سر ہلایا۔
"تو پھر کیوں رو رہی ہو؟" سالار مطمئن نہیں ہوا تھا۔
"ایسے ہی بس میں تمہیں بہت مس کرتی رہی اس لیے۔" وہ کہتے کہتے پھر رو پڑی۔
کیا شرمندگی سی شرمندگی تھی جو اس نے یہ اعتراف کرتے ہوئے محسوس کی تھی۔ سالار کو لگا اسے سننے میں کچھ غلطی ہوئی تھی۔
"کس کو مس کیا؟"
"تمہیں۔" اس نے سر جھکا کر روتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحوں کے لیے ساکت ہو گیا۔

"مجھے کس لیے؟" یہ بے یقینی کی انتہا تھی۔
وہ روتے روتے ٹھٹکی۔ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا 'پھر بے حد خفگی کے عالم میں ٹیبل سے اپنی ڈنر پلیٹ اٹھاتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔
"میرا دماغ خراب ہو گیا تھا اس لیے۔" وہ کچھ بول نہیں سکا۔
شادی کے تقریباً" چار ماہ میں اس نے پہلی بار یہ جملہ اس سے کہا تھا 'ورنہ وہ آئی لو یو کے جواب میں بھی تھینک یو کہنے کی عادی تھی۔
وہ اب برتن اٹھا اٹھا کر اندر لے جا رہی تھی اور سالار بالکل ہونق سا پانی کا گلاس ہاتھ میں لیے 'اسے اپنے سامنے سے برتن ہٹاتے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے رونے سے بھی اتنا حواس باختہ نہیں ہوا تھا 'جتنا اس کے اس معمولی سے اعتراف سے ہو گیا تھا۔
وہ شاکڈ نہ ہوتا تو کیا کرتا۔ وہ چار ہفتے پہلے بڑے دھڑلے سے اسے کہہ رہی تھی کہ... اور پانی کا گلاس ہاتھ میں لیے بت کی طرح کرسی پر بیٹھے کوئی اس کے سامنے جیسے کسی معمہ کے ٹکڑے ترتیب دینے لگا تھا۔ وہ چار ہفتے باہر رہ کر اس کے جس رویے کو سمجھنے کی کوشش میں ناکام ہو گیا تھا 'وہ اب سمجھ میں آ رہا تھا۔ یہ ناقابل یقین تھا کم از کم اس کے لیے کہ امامہ اسے...
اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ کچن میں ادھر سے ادھر جاتے ہوئے 'اسی طرح آنکھیں رگڑتے ہوئے چیزیں سمیٹ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

وہ گلاس ٹیبل پر رکھ کر کچن میں آگیا' وہ فریج سے سویٹ ڈش نکال رہی تھی۔ سالار نے اس کے ہاتھ سے ڈونگا پکڑ کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ کچھ کہے بغیر اس نے اسے گلے لگایا تھا۔ بڑی نرمی سے یوں جیسے تلافی کر رہا ہو' معذرت کر رہا ہو۔ وہ خفگی سے الگ ہونا چاہتی تھی' اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہتی تھی' لیکن بے بس تھی۔ فی الحال دنیا میں وہ واحد شخص تھا جو اسے اس طرح گلے لگاتا تھا۔ برسات پھر ہونے لگی تھی۔ وہ اس کی عادتیں خراب کر رہا تھا' کسی پیراسائٹ کی طرح اسے اپنا محتاج کر رہا تھا۔

وہاں کھڑے دونوں کے درمیان ایک لفظ کا بھی تبادلہ نہیں ہوا تھا' کوئی معذرت' کوئی اظہار محبت' کچھ نہیں۔ زندگی کے اس کھیل میں لفظ فالتو تھے' جس میں وہ لیڈ کر رہے تھے۔

برسات تھمنے لگی تھی۔ وہ ہاتھ سے گال اور آنکھیں خشک کرتی اس سے الگ ہو گئی۔

"دراصل میں گھر میں اکیلی تھی' اس لیے مس کرتی رہی۔"

انکار' اقرار' اعتراف' پھر انکار... یہ مشرقی عورت کی زندگی کا دائرہ تھا' وہ بھی اسی دائرے میں گھومنے لگی تھی۔ جھوٹ کی ضرورت پھر آن پڑی تھی۔ اپنے گرد کھڑی دیوار کے شگاف کو اس نے پھر سے بھرنا شروع کر دیا۔

"ہاں' اکیلے ہوں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" سالار نے اس جھوٹ کو سچ بنانے میں اس کی مدد کی۔ امامہ کا حوصلہ بڑھا۔

"دانت میں درد تھا تو... تو... اس لیے مجھے رونا آگیا۔" وہ اٹکی پھر اس نے کہا۔

"ہاں' مجھے اندازہ ہے دانت کا درد بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ہوا تھا مجھے... میں جانتا ہوں کیا حالت ہوتی ہے۔" ایک دوسرے کے سامنے کھڑے' وہ نظریں ملائے بغیر جھوٹ بول رہے تھے۔

"آ... آ..." وہ اٹکی' اب تیسرا جھوٹ ذہن میں نہیں آرہا تھا۔ جو سوال آرہا تھا' اس نے وہی پوچھا "تم نے مجھے مس نہیں کیا؟" وہ پھر گلی کے اسی موڑ پر آکر کھڑے ہو گئے تھے۔

"ہر دن' ہر گھنٹہ' ہر منٹ' ہر سیکنڈ۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہا تھا اور امامہ کی آنکھوں میں جیسے ستارے جھلملانے لگے تھے۔ بعض دفعہ ہم کوئی فلاسفی' کوئی حقیقت نہیں سننا چاہتے' بس وہی روایتی باتیں سننا چاہتے ہیں' جنہیں فلم کے پردے اور کتاب کے صفحے پر ہم ہزاروں بار پڑھتے ہوئے ہنستے ہیں' وہ بھی روایتی باتیں کر رہا تھا' وہی جملے جو اس وقت اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

"چار ہفتے تمہارے ساتھ نہیں تھا۔ اگر تمہارا خیال ساتھ نہ ہوتا تو میں مر جاتا۔"

"تم جھوٹے ہو۔" وہ بھرائی آواز میں روتے ہوئے ہنسی تھی۔

"تم بھی۔" سالار نے بے ساختہ جتایا۔

وہ روتے ہوئے ہنس رہی تھی یا ہنستے ہوئے رو رہی تھی' لیکن چار ماہ میں پہلی بار سالار کے لیے وہ برسات قابل اعتراض نہیں تھی۔ اتنے عرصے میں پہلی بار اسے احساس ہوا کہ وہ "برسات" اسے بھی ڈبو سکتی ہے۔

✿ ✿ ✿

وہ اس رات بیڈ پر اس سے چند انچ دور' کروٹ کے بل لیٹے' کہنی تکیے پر ٹکائے اس سے باتیں کرتی رہی تھی۔ ایک مہینے کے دوران اکٹھی ہو جانے والی ساری باتیں... بے مقصد' بے معنی چیزوں اور واقعات کی تفصیلات' کس کی کال آئی' کس سے اس کی کیا بات ہوئی' ملازمہ نے اس سے کیا کہا' ٹی وی پر چلنے والے کسی پروگرام میں اس نے کیا دیکھا' کون سے میگزین میں اس نے کیا پڑھا۔ ٹیرس پر رکھے کتنے لودوں پر نئے پھول نکلے ہیں' فرقان اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

نوشین کے بچے کتنی بار اس کے گھر آئے' وہ نوشین کے ساتھ کتنی بار بازار گئی' کیا خریدا' کیا پسند نہیں آیا۔

اسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ صرف وہ بول رہی تھی۔ سالار بالکل خاموش چت لیٹا اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے اسے سن رہا تھا۔ ایک ہاتھ پر سر ٹکائے' وہ دوسرے ہاتھ سے غیر محسوس انداز میں اس کے بازو پر انگلی سے چھوٹے بڑے دائرے بناتے ہوئے اس سے باتیں کرتی رہی۔ وہ "خاموش سامع" پلکیں جھپکائے بغیر صرف اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھوں کے تاثرات' اس کے چہرے پر جھلکنے والے رنگ' اس کے ہونٹوں کی حرکت' بات کرتے ہوئے اس کی ہنسی کی کھلکھلاہٹ' اس کے چہرے پر کھلنے والے رنگ' وہ جیسے سینما کی فرنٹ رو میں بیٹھا ہوا ایک سحر زدہ ناظر تھا۔ کہنی کے بل نیم دراز' جب وہ تھک جاتی تو پھر اس کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہتی "اچھا' چلو' اب سو جاتے ہیں۔"

یہ جملہ وہ شاید پچیس دفعہ کہہ چکی تھی۔

اس کے کندھے پر سر رکھے اسے پھر کچھ یاد آتا تو وہ یک دم سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھتی "میں نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ.....؟"

سالار نفی میں سر ہلا دیتا' گفتگو پھر دوبارہ وہیں سے شروع ہو جاتی۔ خاموش سامع پھر "وہی" فلم دیکھنے لگتا۔

"یہ کون سی اذان ہو رہی ہے؟" وہ بات کرتے کرتے چونکی۔

دور کہیں سے اس نے اذانوں کی آوازیں سنی تھیں۔

"فجر کی۔" سالار نے پرسکون انداز میں کہا۔ وہ بری طرح گڑبڑائی۔

"او مائی گاڈ! فجر ہو گئی..... اور میں..... تمہیں تو سونا چاہیے تھا' تم تو تھکے ہوئے تھے۔ مجھے پتا ہی نہیں چلا۔ تم مجھ سے کہہ دیتے۔" وہ اب بری طرح نادم ہو رہی تھی۔ "مجھ سے کہنا چاہیے تھا تمہیں۔ کیوں نہیں کہا تم نے؟"

"کیا کہتا؟" وہ اب بھی پرسکون تھا۔

"یہی کہ تم سونا چاہتے ہو۔"

"لیکن میں تو سونا نہیں چاہتا تھا۔"

"لیکن مجھے تو وقت کا پتا نہیں چلا' کم از کم تمہیں بتانا چاہیے تھا مجھے۔" وہ واقعی شرمندہ ہو رہی تھی۔

"تمہارا خیال ہے' مجھے وقت کا احساس تھا؟"

"تم سو جاؤ اب اور آئی ایم سوری..... کتنی فضول باتیں کیں میں نے' تم بھی کیا سوچ رہے ہو گے؟" اسے اب احساس ہوا تھا کہ وہ کتنی دیر سے اکیلی ہی بول رہی تھی۔ وہ ہوں ہاں تک نہیں کر رہا تھا۔

"میں تو نماز پڑھ کر سوؤں گا اب اور میں صرف یہ سوچ رہا تھا کہ آج تم نے مجھ سے اتنی باتیں کیسے کر لیں۔"

"تم نے تو غور سے سنی بھی نہیں ہوں گی میری باتیں۔" وہ کچھ شرمندگی سے مسکرائی۔

"ایک ایک بات سنی ہے۔ چاہو تو شروع سے دہرا دیتا ہوں۔ آج تک تم نے جب جب' جو جو کہا ہے' مجھے یاد ہے۔ ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

اس کا لہجہ ہموار تھا لیکن آنکھوں میں کوئی تاثر تھا جس نے چند لمحوں کے لیے امامہ کو باندھا تھا۔

"اسی طرح باتیں کرو گی تو ہر رات جاگ سکتا ہوں تمہارے لیے۔" امامہ نے نظریں چرالیں۔

بعض دفعہ اس سے نظریں ملانا' اس کی باتوں پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ اور بعض دفعہ اس زندگی کے بارے میں بھی کچھ کہنا مشکل ہو جاتا تھا جو وہ اس کے ساتھ گزار رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

اس سے کچھ دور ہٹتے ہوئے اس نے تکیے پر سر رکھ دیا۔ وہ اب سیدھی لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی۔
سائیڈ ٹیبل پر پڑے سیل فون کے یکدم بجتے الارم کو بند کرتے ہوئے سالار نے اس کی طرف کروٹ لی۔ کہنی کے بل نیم دراز اس نے امامہ سے کہا۔

"کچھ اور بتانا ہے تم نے؟" امامہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ سنجیدہ تھا۔

"نہیں۔" اس نے مدھم آواز میں کہا۔

"آئی لو یو۔" جواباً" سالار کے جملے نے چند لمحوں کے لیے اسے ساکت کیا۔ وہ اس کے پاس تھا' اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جیسے جواباً" اس سے کچھ سننے کی خواہش رکھتا ہو۔ امامہ نے کبھی اس کی آنکھوں کو اتنی آسانی سے نہیں پڑھا تھا۔ شاید وہ اتنے قریب تھا اس لیے... وہ جیسے اپنی آنکھوں سے اسے ہپناٹائز کیے ہوئے تھے۔

"تھینک یو..."

وہ بے اختیار ہنسا۔ ایک گہرا سانس لے کر' ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کرتے ہوئے' اس نے جیسے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ بعض خواہشیں کوشش سے پوری نہیں ہوتیں اور بعض سوالوں کا کوئی جواب نہیں مل پاتا۔
وہاں اس کے اتنے قریب کوئی اور عورت ہوتی تو اسے "اظہار محبت" ہی ملتا۔ یہ امامہ ہاشم تھی' اس کا "اظہار تشکر" ہی کافی تھا۔ اس پر جھکتے ہوئے اس نے بہت نرمی سے اس کے ہونٹ چھوئے پھر اس کا ماتھا پھر وہ بیڈ سے اٹھ گیا۔

☼ ☼ ☼

"یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔" وہ دس بجے کے قریب اس کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد ٹیبل صاف کر رہی تھی' جب وہ بیڈ روم سے ایک خوب صورت پیکنگ میں ایک باکس لے کر اس کے پاس آیا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ ٹیبل صاف کرتے کرتے رک گئی۔

"دیکھ لو۔" سالار نے باکس اس کی طرف بڑھایا۔

"جیولری ہے؟" اس کو ———— لیبل اور باکس کے ڈیزائن سے کچھ اندازہ ہو گیا تھا۔ سالار جواب دینے کے بجائے کندھے اچکا کر خاموش رہا۔ امامہ نے بڑے تجسس اور احتیاط سے اس باکس کی بے حد نفیس اور خوب صورت پیکنگ کو ہٹا کر باکس کھول لیا۔ سرخ مخمل جیسے ایک بے حد قیمتی اور چمک دار کپڑے کی تہوں کے درمیان ایک کرسٹل رنگ کیس تھا اور اس کیس سے نظر آنے والی رنگ نے کچھ دیر کے لیے اسے ساکت کر دیا تھا۔ اسکوائر ڈائمنڈز کے بینڈ کے ساتھ وہ ایک پلاٹینم ٹیولپ ڈائمنڈ رنگ تھی۔ چودہ قیراط کے اس ڈائمنڈ کے گرد ننھے ننھے نیلم کے گول گول نگینوں کا ایک دائرہ تھا۔ بہت دیر ––– مسمرائزڈ اس رنگ پر نظریں جمائے' اس نے بے اختیار گہرا سانس لے کر اپنا پہلا ردعمل دیا۔ یہ صرف ڈائمنڈ ہی نہیں تھے جو اس کی نظروں کو خیرہ کر رہے تھے' بلکہ وہ پیچیدہ ڈیزائن بھی جس میں وہ سارے جیولز جڑے تھے۔

"یہ بہت خوب صورت ہے۔" اس نے بمشکل کہا۔ سالار نے ہاتھ بڑھا کر کرسٹل کا کیس کھول کر رنگ کو نکال لیا۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے وہ رنگ اس کی انگلی میں پہنا دی۔

"ہاں یہ اب خوب صورت لگ رہی ہے۔"
رنگ پہنانے کے بعد اس نے اس کے ہاتھ پر ایک نظر ڈالنے کے بعد کہا۔

"اور دیکھو۔ بالکل میری انگلی کے سائز کے مطابق ہے۔" وہ جیسے کچھ اور ایکسائٹڈ ہوئی تھی۔

"تمہاری انگلی کا سائز لے کر بنائی گئی ہے کیونکہ تمہاری ایک رنگ لے کر گیا تھا میں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

اس نے اس ہاتھ کو چومتے ہوئے کہا جس میں وہ رنگ تھی۔ اس رنگ نے اس کے ہاتھ کو سجا دیا تھا۔ وہ جس ہاتھ میں بھی ہوتی، دیکھنے والے پر ایسا ہی تاثر چھوڑتی۔

"یہ ویڈنگ گفٹ ہے تمہارے لیے۔" سالار نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس نے کچھ حیران ہو کر سالار کو دیکھا۔

"ویڈنگ گفٹ... ؟ چار ماہ ہو گئے ہیں شادی کو۔"

"ہاں! میں نے تمہیں ویڈنگ گفٹ نہیں دیا تھا۔ پہلے یاد نہیں تھا' بعد میں پیسے نہیں تھے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"اور اب کہاں سے آئے پیسے؟"

"آ گئے کہیں سے۔" اس نے ٹالا۔ امامہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کوئی غلط کام نہیں کیا میں نے۔" وہ بے اختیار شرمندہ ہوئی۔

"میں نے کب کہا کہ..."

"چلو! ڈاکٹر صاحب کے ہاں چلتے ہیں اور سعیدہ اماں سے بھی مل کر آتے ہیں۔ میرے بیگ میں کچھ گفٹس ہیں ان کے لیے' وہ نکال لو۔" سالار نے اسے بات مکمل کرنے نہیں دی تھی۔

"تھینک یو سالار!" وہ جاتے جاتے ٹھٹکا۔

"کس لیے؟"

"ہر چیز کے لیے۔"

"یہ سب تمہارا ہی ہے۔" امامہ نے نظریں چرائیں۔

"میں نے سوچا تمہیں یاد بھی نہیں ہو گا کہ تم نے مجھے شادی پر کوئی گفٹ نہیں دیا۔" اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے خوشی سے سرشار ہو رہی تھی۔ وہ واحد گلہ تھا جو وہ اپنے دل میں سالار کے لیے رکھے ہوئے تھی۔

"نہیں بھولا نہیں تھا..."

امامہ کو لگا کہ وہ کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔ سالار نے بات ادھوری چھوڑی تھی یا بدلی تھی' یہ وہ سمجھ نہیں سکی۔

☼ ☼ ☼

"مائی گاڈ...! دیکھو۔" وہ واک وے پر چلتے چلتے بے اختیار ٹھٹکی تھی۔

سالار نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ وہ دونوں ریس کورس میں لگنے والے ایک میلے کو دیکھنے آئے تھے۔ اب بے مقصد میلے کی جگہ سے کچھ دور چہل قدمی میں مصروف تھے' جب امامہ اس واک وے کے داہنی طرف درختوں کے اطراف' پانی میں ڈوبی ہوئی گھاس میں نظر آنے والے عکس کو دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔ وہ پچھلی رات کی بارش کا پانی تھا جو ابھی پوری طرح ڈرین آؤٹ نہیں ہو سکا تھا۔ دیو قامت درختوں کے تنوں اور شاخوں پر لگے رنگین برقی قمقموں اور ٹیوب لائٹس کا عکس نیچے جمع شدہ پانی میں پڑ رہا تھا۔

اس عکس کو دیکھتے ہوئے وہ بھی کچھ دیر کے لیے اسی طرح سحر زدہ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی رنگ و نور سے بھری کسی وادی کے کنارے کھڑے' اس میں چمکتے ہوئے رنگین ہیرے جواہرات کے درخت دیکھ رہے ہوں یا الف لیلیٰ کا کوئی منظر دیکھ رہے ہوں۔ ہوا کے جھونکوں سے پانی میں بہت ہلکا سا ارتعاش پیدا ہو رہا تھا اور ان روشنیوں اور درختوں کا عکس منعکس ہو کر جیسے محو رقص تھا۔ طلسم ہوشربا جیسے پانی کی لہروں پر ڈول رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"یوں لگ رہا ہے جیسے جنت میں رات ہو گئی ہے۔"

طویل خاموشی کے بعد اس نے امامہ کی آواز سنی۔ اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ پلکیں جھپکے بغیر ابھی تک اس پانی کو دیکھ رہی تھی جس کی روشنیوں کا عکس اس کے چہرے پر پڑ رہا تھا۔

"ایسی ہوتی ہو گی جنت؟" سالار نے اسے کہتے سنا۔

وہ کچھ کہنے کے بجائے' دوبارہ اس پانی کو دیکھنے لگا۔ اس وسیع و عریض پارک کی روشنیوں سے بقعہ نور بنے ہوئے حصے میں گھومتے لوگوں کو اندازہ بھی نہیں ہو پا رہا ہو گا کہ وہاں سے بہت دور' ایک نیم تاریک روش پر کھڑے دو لوگ' پانی میں نظر آنے والے ایک عکس میں جنت ڈھونڈ رہے تھے۔

"جنت میں ستارے ہوں گے؟" وہ پوچھ رہی تھی۔

"ہاں! بہت سارے ہوں گے۔" اس نے اندازہ لگایا۔

"اتنے رنگوں کے؟" اس نے ان روشنیوں کے رنگ گنے۔

"کائنات میں موجود ہر رنگ۔" وہ بے اختیار محظوظ ہو کر ہنسی' اسے جواب پسند آیا تھا۔

"رات ایسے ہی منور ہوتی ہو گی؟" عکس پر نظریں جمائے وہ جیسے بے خود ہو رہے تھے۔

"اس سے زیادہ روشن' اس سے زیادہ منور۔" سالار نے بے اختیار کہا۔ وہ جھکی اور اس نے اپنی انگلیوں سے عکس کو چھونے کی کوشش کی۔ سالار نے بروقت اسے کھینچا۔

"درختوں پر لائٹس آن ہیں' پانی میں کرنٹ بھی ہو سکتا ہے۔" وہ ناراض ہوا تھا۔

"میں اسے چھونا چاہتی تھی۔"

"یہ عکس جنت نہیں ہے۔"

"جنت میں اور کیا ہو گا؟"

"تم؟" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا وہ عکس کو دیکھ رہا تھا۔

"صرف میں اور تم نہیں ہو گے؟" پتا نہیں' اس نے گردن موڑ کر بے حد عجیب مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔

"تو پھر تم کیسے جانتے ہو کہ میں وہاں ہوں گی؟" اس نے اسے تنگ کیا۔

"جنت کے علاوہ کہیں اور رکھا جا سکتا ہے تمہیں؟" اس نے جواباً" سوال کیا۔ اس کے لہجے میں رشک تھا' وہ ہنس پڑی۔

"اتنی آسانی سے مل جاتی ہے جنت؟" اس نے جیسے سالار کو جتایا۔

"مجھے آسانی سے نہیں ملے گی' تمہیں آسانی سے مل جائے گی۔" اس کا لہجہ پھر عجیب سا تھا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔

"تم جتنی آسانی سے ہر چیز میں "جنت" ڈھونڈ لیتی ہو میں آج تک نہیں ڈھونڈ سکا۔ اس لیے کہہ رہا ہوں۔" وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

وہ دن پہلے وہ گھر کے لیے لیمپ خریدنے گئے تھے۔ انہوں نے بیڈ روم کے لیے لیمپس کا ایک سیٹ خریدا اور وہ رات کو ناول پڑھتے پڑھتے لیمپ شیڈ کو دیکھنے لگی۔ وہ ای میل چیک کرنے کے بعد اپنا لیپ ٹاپ بند کرنے لگا تو اس نے امامہ کو دیکھا۔ وہ اب بھی اسی طرح لیمپ شیڈ پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو تم؟" وہ حیران ہوا۔

"بیوٹی فل۔" اس نے جواباً" بے ساختہ اسی طرح لیمپ شیڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

سالار نے قدرے حیرانی سے اپنے سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیمپ شیڈ کو دیکھا۔

"ہاں! اچھا ہے؟" اس نے سرسری انداز میں کہا۔ وہ خوب صورت لیمپس تھے لیکن اتنے بھی نہیں تھے کہ وہ ان پر یوں نظریں گاڑ کر بیٹھ جاتا۔

"یہ کون سے پھول ہیں؟" وہ ابھی بھی لیمپ شیڈ پر نظریں جمائے کہہ رہی تھی۔

"پھول؟" سالار نے حیرانی سے لیمپ شیڈ کو دوبارہ دیکھا۔ اس نے پہلی بار اس پرل کلر کے شیڈ پر بنے پیٹرن کو دیکھا۔ اس شیڈ کا ٹیکسچر کچھ عجیب تھا۔ کاغذ نما اس کپڑے پر سنہری مائل پیلے پھولوں کا ایک بے حد مہین اور نفیس پیٹرن تھا جو صرف لیمپ کے آن ہونے پر نظر آرہا تھا۔ ان پھولوں میں کہیں کہیں کرمزن کلر کی کوئی چیز چمکتی ہوئی نظر آتی' مدھم پڑتی پھر چند لمحوں کے بعد وہی چیز چمکتی۔

"نہ یہ گلاب ہیں اور نہ ہی ٹیولپ ہیں' تھوڑا سا بلوبیل سے ملتا جلتا ہے لیکن وہ بھی نہیں۔" وہ جیسے پھولوں کو پہچاننے کی کوشش کررہی تھی پھر جیسے اس نے ہتھیار ڈال دیے۔

"ایسے پھول جنت میں ہوں گے۔" وہ ہنس پڑا۔

"اچھا۔"

"دیکھو یہ پھول رنگ بدل رہے ہیں... لیکن یہ رنگ نہیں بدل رہے بلکہ یہ کھل رہے ہیں۔" وہ لیمپ شیڈ پر بنے پھولوں پر اب انگلی پھیر رہی تھی۔ سالار جیسے کسی سحر میں آیا تھا۔ وہ پھول واقعی بار بار کھلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"Lovely" وہ سراہے بغیر نہ رہ سکا۔ انہیں اب سمجھ آیا تھا کہ وہ لیمپ اتنے مہنگے کیوں تھے۔ دن کی روشنی میں سیلز مین بھی انہیں وہ پیٹرن نہیں دکھا سکتا تھا۔ شاید اس لیے اس نے انہیں صرف ڈیزائن اور روشنی ہی کے حوالے سے بتایا تھا۔

اور ایک ہفتہ پہلے اس کی دراز صاف کرتے ہوئے' سالار کی ویسٹ پیپر باسکٹ میں سے وہ ایک پوسٹ کارڈ اس کے پاس لے کر آئی۔

"ہاں! اسے پھینک دیا ہے میں نے... بے کار ہے۔" اس نے ٹی وی دیکھتے ہوئے امامہ کے ہاتھ میں وہ پوسٹ کارڈ دیکھ کر کہا تھا۔ وہ اس کارڈ کو لیے اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"سالار! یہ دیکھو کتنی خوب صورت جھیل ہے اور دیکھو کتنا سکون ہے اس جگہ پر۔" سالار نے اس کے ہاتھ سے پوسٹ کارڈ لے کر اس پر ایک نظر دوڑائی۔ وہ کسی پینٹنگ کا پوسٹ کارڈ تھا۔ کسی پینٹر کا بنایا ہوا لینڈ اسکیپ' ایک بہت چھوٹی سی کم گہرے کنارے والی جھیل جس کے کنارے جنگلی پھولوں سے بھرے ہوئے تھے اور ان پھولوں کا عکس جھیل کے پانی میں نظر آرہا تھا۔ کچھ پھول ٹوٹ کر پانی کی سطح پر تیر رہے تھے۔ جھیل کے کنارے ایک چھوٹی سی لکڑی کی کشتی تھی جس میں صرف ایک چپو پڑا تھا اور وہ کشتی صرف دو افراد کے لیے تھی۔ جھیل کی سطح پر کچھ آبی پرندے تیرتے نظر آرہے تھے۔

"یہ صندل کی لکڑی سے بنی ہوئی ہے۔ اس کشتی کا رنگ دیکھو' یہ صندل کا رنگ ہے۔"

وہ پوسٹ کارڈ پر انگلی پھیرتے ہوئے اسے بتانے لگی تھی۔

"ایسا لگتا ہے جیسے صبح سویرے کوئی اس کشتی میں بیٹھ کر کہیں جاتا ہو... ایک مہکتی' خوشبودار بھیگی ہوئی کشتی میں... اور ہوا چل رہی ہو... اور جھیل میں اس کشتی میں بیٹھے خوشبودار ہوا کے جھونکے... ذرا تصور کرو۔" اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا یوں جیسے اپنی قلمی تصویر سے خود محظوظ ہوئی ہو۔

"کتنی Serenity ہے اس سین میں... ایسے جیسے یہ جنت ہو... میں نہ بتاتی تو تم تو اسے پھینک رہے تھے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

وہ بے اختیار اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ وہ واقعی اس کی زندگی میں نہ آتی تو وہ جنت کو...

"اس کی پکچر بنالو سیل فون کے ساتھ۔" امامہ کی آواز نے یک دم اسے چونکا دیا۔ وہ اب بھی اسی عکس کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ سالار نے سیل فون نکال کر چند تصویریں کھینچیں اور سیل اسے تھما دیا۔ اس نے باری باری ان تصویروں کو دیکھا اور پھر مطمئن ہو گئی۔

"چلیں؟" سالار نے کہا۔

"ہاں۔" ان دونوں نے ایک آخری نظر اس عکس پر ڈالی اور پھر آگے چل پڑے۔

سالار نے چلتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"خاموش کیوں ہو گئے...؟ کوئی بات کرو۔" امامہ نے چند قدم چلنے کے بعد اس سے کہا۔

"تم کرو میں سن رہا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے تمہیں مجھ سے پہلے جنت مل جائے۔" امامہ نے اپنے جملے کا مفہوم سمجھے بغیر اسے تسلی دی۔ وہ ہنس پڑا تھا۔

"چاہتا تو میں بھی یہی ہوں۔" وہ مدھم آواز میں بڑبڑایا۔

"تم سے پہلے مرنا چاہتا ہوں میں۔" اسے چلتے ہوئے ٹھوکر لگی۔ کوئی چیز جیسے اس کے جسم سے ایک لمحے کے لیے اسے تھراتی ہوئی گزری تھی۔ وہ جو جنت ڈھونڈتی پھر رہی تھی اس سے پہلے جو "شے" سامنے کھڑی تھی وہ اسے بھول گئی تھی۔ ان کا ساتھ سالوں کا تھا اور ان کا ساتھ مہینوں کا تھا۔ اس نے سالوں میں کبھی جدائی محسوس نہیں کی تھی لیکن وہ ان ہفتوں کا ساتھ ختم ہونے کا سوچ کر بھی لرز گئی تھی۔

"تم کیوں کہہ رہے ہو اس طرح؟" وہ رک گئی اور اس نے سالار سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔

"تم نے ہی تو کہا تھا کہ شاید مجھے تم سے پہلے جنت مل جائے۔"

"لیکن میں نے مرنے کا نہیں کہا۔"

"کیا اس کے بغیر مل سکتی ہے؟" وہ بول نہیں سکی۔ نیم تاریکی میں اس روش پر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے

وہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے رہے۔ پھر سالار نے اس کی آنکھوں میں پانی اُمڈتے دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے، جو مرضی کہو۔" اس کی آواز میں خفگی تھی۔

سالار نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے جیسے معذرت خواہانہ انداز میں دبایا۔

"میں نے صرف تمہاری بات دہرائی تھی۔"

"اور میرا وہ مطلب نہیں تھا، جو تم نے نکالا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں۔" وہ دونوں پھر چلنے لگے۔

"کیا تم جنت میں مجھے اپنا پارٹنر منتخب کرو گی؟"

چند قدم چلنے کے بعد اس نے سالار کو نرم آواز میں کہتے سنا۔ وہ بول نہیں سکی۔ وہ ہنس پڑا۔

"یعنی نہیں۔"

"میں نے یہ کب کہا؟" وہ رک گئی۔

"لیکن تم نے کچھ بھی کب کہا؟"

"میں سوچ رہی تھی۔"

"سوچ لیا؟ پھر اب بتاؤ۔" وہ ہنس پڑی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

"جنت کی بات تم نے شروع کی تھی۔" اس نے سالار کا چہرہ دیکھا۔
"شاید۔" وہ خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔
"تمہیں یقین نہیں ہے؟" اس نے ہنس کر اس سے پوچھا۔
"یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"
"اگر تم جنت میں پہنچ گئے تو پھر تمہیں ہی چننا پڑے گا۔" اس نے مذاق کیا۔
"اور اگر کوئی اور بھی پہنچ گیا تو؟" اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔
دونوں کے درمیان خاموشی کا لمبا وقفہ آیا تھا۔ اس "اور" کا تعارف نہ امامہ نے مانگا تھا نہ سالار نے کروایا تھا' مگر اس "اور" نے اس کو سالار سے نظریں چرانے پر مجبور کیا تھا۔ وہ نظریں نہ چراتی تو اتنی تکلیف نہ ہوتی سالار کو جتنی اب ہوئی تھی۔ وہ اس سے کہہ نہیں سکی' بات اس کے انتخاب پر نہیں رہی تھی' بات جلال کے انتخاب پر تھی۔ اس کا انتخاب جنت میں بھی شاید وہ نہ ہوتی' لیکن یہ اعتراف کرنے میں کوڑے کھانے جیسی ذلت تھی۔ چپ بہتر تھی لیکن اسے یہ اندازہ نہیں ہوا تھا کہ اس کی چپ سالار کو اس وقت کوڑے کی طرح لگی تھی۔
اس روش سے روشنیوں تک کا باقی فاصلہ خاموشی میں طے ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

سکندر عثمان کو چند لمحوں تک اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا تھا۔
"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے' وہ پلاٹ تو بک ہی نہیں سکتا۔ سالار کے نام ہے وہ....."
انہوں نے احتشام الدین سے کہا۔ وہ ان کے ایک کاروباری دوست تھے' اور چند منٹ پہلے انہوں نے سکندر عثمان کو فون کر کے ایک پلاٹ کی فروخت کے بارے میں شکایت کی تھی۔ ان کے کسی دوست نے ان ہی کے وکیل کے ذریعے ایک ایسا پلاٹ کچھ دن پہلے خریدا تھا جو سکندر عثمان کا تھا' اور جس کو ایک ڈیڑھ سال پہلے احتشام الدین نے خریدنے کی آفر کی تھی' لیکن سکندر نے تب انہیں یہ بتایا تھا کہ وہ پلاٹ جائیداد کی تقسیم کے دوران سالار کے نام کر چکے تھے۔ البتہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر کبھی اس پلاٹ کو فروخت کرنے کی ضرورت پڑی تو وہ احتشام الدین کو ترجیح دیں گے۔
"میرے وکیل کے ذریعے سارا پیپر ورک ہوا ہے۔ آپ کہیں تو آپ کو نیوز پیپر میں پلاٹ کی منتقلی کا ایڈ بھی بجھوا دیتا ہوں۔ آپ کے بیٹے نے یہ پلاٹ ڈیڑھ کروڑ میں بیچا ہے۔ مجھے تو افسوس اس بات کا ہے کہ میرے وکیل نے منتقلی کے بعد بتایا مجھے' وہ بھی اتفاقاً۔ کچھ دیر پہلے بتا دیتا تو میں کبھی یہ پلاٹ کسی اور کو خریدنے نہ دیتا۔"
چند لمحوں کے لیے سکندر عثمان کا سر گھوم کر رہ گیا۔ پچھلے سال انہوں نے اپنی جائیداد کی تقسیم کر دی تھی۔ یہ ان دو پلاٹس میں سے ایک تھا جو سالار کے حصے میں آیا تھا۔
"میں ابھی سالار سے بات کر کے دوبارہ آپ سے بات کرتا ہوں۔" سکندر عثمان نے یکدم کہا۔
انہیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ان کو بتائے بغیر پلاٹ بیچ سکتا ہے۔
سالار اس دن اسلام آباد میں تھا اور اس وقت اپنے کسی کام سے مارکیٹ کی طرف جا رہا تھا جب اسے سکندر کی کال ملی۔
"سالار! تم نے اپنا پلاٹ بیچ دیا ہے؟"
وہ اس وقت ایک سگنل پر رکا تھا اور اس کے ہیلو کہتے ہی سکندر نے دوسری طرف سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Pakistan.web.pk

چند لمحے سالار کچھ بول نہیں سکا۔ پلاٹ کی فروخت کا سکندر کو اتنی جلدی پتا چل جائے گا' اسے اندازہ نہیں تھا۔ اس کی چند لمحوں کی خاموشی نے سکندر کے بدترین خدشات کی تصدیق کر دی تھی۔

"تم میرے آفس آؤ۔" انہوں نے بے حد سرد مہری سے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"کب بیچا تھا پلاٹ؟" اس کے آفس پہنچ کر کرسی پر بیٹھتے ہی سکندر نے اس سے کہا۔ ان کا لہجہ قطعی خوشگوار نہیں تھا۔ وہ اس کی جائیداد تھی لیکن وہ بیچنے کے لیے نہیں دی گئی تھی۔

"پچھلے مہینے۔" اس نے لہجہ ہموار رکھنے کی کوشش کی۔

"کیوں؟"

"مجھے کچھ رقم کی ضرورت تھی۔"

"کس لیے؟" سالار اس بار جواب دیتے ہوئے جھجکا۔

"کس لیے رقم کی ضرورت تھی؟"

"مجھے امامہ کو ایک رنگ خرید کر دینی تھی۔" سکندر کو لگا کہ انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"کیا؟"

"امامہ کے لیے ایک رنگ خریدنی تھی۔" اسی نارمل انداز میں اس نے اپنا جواب دہرایا تھا۔

"لاکھ دو لاکھ کی رنگ کے لیے تم نے پلاٹ بیچ دیا؟"

سکندر نے اس کے جواب سے بالکل غلط نتیجہ نکالا۔

"اپنا کریڈٹ کارڈ استعمال کرتے' بینک سے پرسنل لون لے لیتے یا مجھ سے کہتے۔"

"میں لون لے کر اسے گفٹ نہیں کرنا چاہتا تھا اور ایک دو لاکھ کی انگوٹھی نہیں تھی' کچھ زیادہ مہنگی تھی' آپ اتنے پیسے کبھی نہ دیتے مجھے۔" وہ بڑی رسانیت سے کہہ رہا تھا۔

"کتنی مہنگی ہوتی' چار یا پانچ لاکھ کی ہوتی۔۔۔ چلو دس لاکھ کی ہوتی۔۔۔ دے دیتا میں تمہیں۔"

سکندر بے حد خفا تھے۔ وہ پلاٹ پونے دو کروڑ کا تھا جسے وہ ڈیڑھ کروڑ میں بیچ آیا تھا۔

"دس لاکھ کی بات نہیں تھی۔" سکندر نے اسے کہتے سنا۔

"پھر؟" سکندر کے ماتھے پر بل آئے۔ سالار نے اپنا گلا صاف کیا۔

"13.7" یہ واحد طریقہ تھا جس سے وہ اس انگوٹھی کی قیمت تین ہندسوں میں کہہ پایا تھا۔

"کیا۔۔۔؟" سکندر کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔

"13.7" سالار نے ایک بار پھر گلا صاف کر کے اگلا لفظ کہا۔ سکندر کو چند لمحے سانس نہیں آیا۔ انہیں پہلی بار اس کی بات سمجھ میں آئی تھی۔

"13.7 ملین کی رنگ دی ہے تم نے اسے؟" ان کا ذہن جیسے بھک سے اڑ گیا تھا۔ سالار سر جھکائے ٹیبل پر پڑے پیپر ویٹ پر انگلیاں پھیر رہا تھا۔ فی الحال وہ اس کمرے میں کچھ اور نہیں کر سکتا تھا۔

"سالار ایک کروڑ سینتیس لاکھ روپے کی رنگ خرید کر دی ہے تم نے اسے؟"

سکندر عثمان کی خود بھی سمجھ نہیں آیا کہ انہوں نے اس سے دوبارہ یہ کیوں پوچھا تھا۔

"جی۔۔۔" اس بار سالار نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

سکندر بے یقینی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔ سالار نے نظریں چرالیں' وہ اب ان کے عقب میں دیوار پر لگی پینٹنگ دیکھ رہا تھا' اس کے علاوہ وہ اور کیا کرتا؟ اس کے چہرے پر نظریں جمائے سکندر نے ریوالونگ چیئر کی پشت سے ٹیک لگالی۔ وہ اگر اسے الو کا پٹھا کہتے تھے تو ٹھیک ہی کہتے تھے۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY